نمبر ۱۱

نماز کے مسائل

کتاب و سُنّت کی روشنی میں

تالیف

الشیخ محمد محمود الصواف

عضو رابطۃ العالم الاسلامی بمکۃ المکرمۃ

مترجم

حافظ محمد اسلم

الادارۃ الاسلامیۃ للترجمۃ والتالیف

حاجی آباد فیصل آباد پاکستان

(كيفية الصلوٰة) الشيخ محمد محمود الصواف

کا

اردو ترجمہ

مسائل نماز

مترجم

الشیخ حافظ محمد اسلم

الناشر

الجامعة الاسلامیہ حاجی آباد فیصل آباد

نام کتاب — نماز کے مسائل کتاب وسنت کی روشنی میں

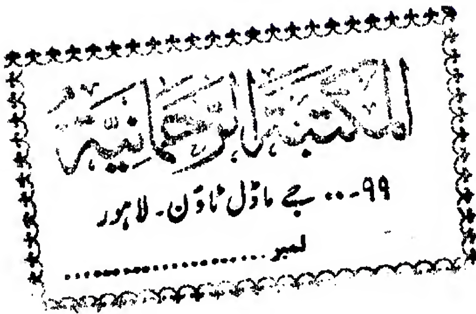
تالیف — الشیخ محمد محمود الصواف عضو
رابطہ العالم الاسلامی بمکۃ المکرمہ

مترجم — حافظ محمد اسلم

ناشر — الادارۃ الاسلامیہ
للترجمۃ والتالیف حاجی آباد فیصل آباد

کتابت — سیف اللہ خالد جامعہ سلفیہ
فیصل آباد پاکستان

۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن [illegible] کمرشل نیوز پرنٹنگ پریس فیصل آباد


المكتبة الرحمانية
۹۹-۰۰ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر..................

عرض مترجم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعد

ہر قوم کا اپنا اپنا ایک امتیازی نشان ہوتا ہے اسی طرح مسلمانوں کا امتیازی نشان دن اور رات میں پانچ دفعہ اپنے پروردگار کے سامنے باوضو ہو کر کھڑے ہونا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنا اور اپنے رب سے اس کی رحمت کا طلب کرنا ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ پانچ نمازیں اتنی ضروری ہیں کہ ان میں سے ایک بھی جان بوجھ کر چھوڑ دی جائے تو اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ترک الصلاۃ متعمداً فقد کفر نماز کی اس اہمیت کے سبب اس کے تمام مسائل کو جاننا از حد ضروری ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے فضیلۃ الشیخ محمد محمود الصواف نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کے ہر پہلو پر بڑے اچھے اسلوب کے ساتھ کتاب وسنت سے روشنی ڈالی ہے وضو سے لے کر نماز کے سلام پھیرنے تک اور اس کے بعد مسنونہ دعائیں ہر نماز کے اوقات اول اور آخیر وقت کو واضح طور پر بیان

گیا اور ان کی کیا فضیلت ہے۔

اصل میں یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اس کو اردو زبان میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ہر وہ آدمی جو عربی زبان سے ناواقف ہے مستفید ہو سکے ہر مسنونہ دعا کا ترجمہ اس کے سامنے لکھ دیا گیا ہے تاکہ اس کو سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ مؤلف کے لیئے اس کو ذریعہ نجات بنا دے اور مترجم کی اس حقیر کوشش کو بھی قبول فرمائے۔ آمین

حافظ محمد اسلم

مبعوث من قبل دار الافتاء والدعوة والارشاد
الامارات العربيه المتحده
ص ، ب ۲۶۴ الفجيره
U.A.E

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ الْعَادِلِ الْحَكِيْمِ الَّذِيْ جَعَلَ رِضَاهُ وَرَحْمَتَهٗ لِمَنْ اَطَاعَهٗ وَغَضَبَهٗ وَعَذَابَهٗ لِمَنْ عَصَاهُ وَهُوَ الْغَنِيُّ الْقَوِيُّ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ لَهُ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِهٖ وَ عَظِيْمِ سُلْطَانِهٖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَرَضَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ خَمْسَ صَلَوٰتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ وَخَاطَبَهُمْ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَفْضَلُ الْعَابِدِيْنَ وَاِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهِ الرَّاكِعِيْنَ السَّاجِدِيْنَ۔

حمد وثنا کے بعد واضح ہو کہ یہ نماز کے مسائل پر مشتمل ایک کتابچہ ہے جو وقت کی ضرورت کے پیش نظر ورطہ تحریر میں لایا گیا ہے کیونکہ آجکل نوجوان طبقہ مغربی تہذیب سے بیزار ہو کر دینِ اسلام کی طرف رجحان کئے ہوئے ہے، اور اسلامی واجبات ادا کرنے کیلئے اس بات کو شدت سے محسوس کر رہا ہے کہ ان کی مناسب راہنمائی ہو۔ بالخصوص نماز جو دینِ اسلام کا اعلیٰ رکن ہے، کتاب وسنت کی روشنی میں اس کی تشریح ہونی چاہیئے۔

تاکہ اسے صحیح طریقہ سے ادا کیا جا سکے، اکثر لوگ اس رکن اعظم کے ترک کرنے پر آنسو ندامت بہا رہے ہیں اور اب تائب ہو کر رشد و ہدایت کا راستہ تلاش کر رہے ہیں بلکہ بعض حضرات تو پیرانہ سالی میں بھی اسے شریعت کے مطابق ادا نہیں کرتے اور نہ ہی اس تلخ حقیقت کا کسی سے اظہار کرتے ہیں کہ ہم اس سے ناآشنا ہیں اور ہمیں آگاہی درکار ہے بہر مقام افسوس ہے کہ ان سب کا تعلق مسلم برادری ہے، اندریں حالات ضروری تھا کہ نماز کے متعلق کوئی مختصر سی کتاب لکھی جائے تاکہ اس اہم رکن کے ادا کرنے میں دشواری نہ ہو اور ہر طبقہ کے لوگ اس سے مستفید ہوں۔

اس کتاب میں پانچ نمازوں کے علاوہ نماز جمعہ، جماعت کی اہمیت، صلوٰۃ عیدین نماز جنازہ، نماز استخارہ اور نماز قصر کے مسائل بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کتاب انتہائی مختصر اور مفید ہو تاکہ ہر چھوٹا بڑا اس سے مستفید ہو سکے۔ اسی طرح میں نے اختلافی مسائل کا ذکر نہیں کیا بلکہ وہ احکام بیان کئے جو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں اور جن کی طرف آج امت کی اکثریت کا رجحان ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری صحیح راہنمائی کرے کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی صحیح سمت کا تعین نہیں کر سکتا اور اسے اپنی رضا جوئی کا ذریعہ بنائے۔

واللّٰہ اسأل أن ینفعنی بہا و یغفر لنا ذنوبنا و خطایانا و اسرافنا فی امرنا و ان یثبت اقدامنا و یثبتنا بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد، واللّٰہ حسبی، و نعم الوکیل، نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

مکۃ المکرمۃ فی ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء

الشیخ محمد محمود الصواف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرانِ اسلام!

نماز ایک ایسا رُکن ہے کہ جس کی ذمہ داری سابقہ اُمم کے ذمہ بھی لگائی گئی تھی، اور ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات یہ تحفہ دیا گیا تھا۔ اسلام کے تمام ارکان میں سے اس کی اہمیت کا اس سے پتہ چلتا ہے، کہ جب کوئی انسان مسلمان ہوتا ہے۔ کلمہ توحید پڑھنے کے بعد اگر فوری طور پر نماز کا وقت ہو گیا تو اسے نماز ادا کرنا پڑے گی، اگرچہ اس نے نماز سیکھی بھی نہیں۔ لیکن کم از کم الحمد للہ وغیرہ کلمے پڑھ کر اس کے ارکان کو ادا کرنا ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کی ترغیب دیا کرو، اور دس سال کی عمر تک اگر نماز پڑھنے میں سستی کریں تو ان کو مار کر پڑھائیں۔ اس کی فضیلت کو قرآن مجید نے بار بار بیان فرمایا ہے: ــــــــ

"قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ"

فرمایا کہ وہ لوگ کامیاب ہو گئے جنہوں نے اپنی نماز کو خشوع وخضوع کیساتھ ادا کیا۔

اسی لئے جب انسان سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سوال وجواب ہوگا۔ سب سے پہلے نماز ہی کا سوال ہوگا۔ اگر اس میں کامیابی ہوئی تو بات آگے چلے گی، ورنہ وہاں ہی ختم ہو جائیگی۔ افسوس ہے کہ آج ہمارے معاشرہ میں جو اس عظیم رکن کے ساتھ زیادتی برتی جاتی ہے ـــ "الامان والحفیظ"۔ ہمارے اکثر بھائی تو صرف عید کے دن نماز ادا کر لیتے ہیں، اور اسے سارے سال کا کفارہ سمجھتے ہیں اور دوسرا نمبر ان لوگوں کا ہے جو ہفتے کے بعد جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں۔ اور تیسرے درجے کے لوگ جب یاد آ گیا یا کاروبار سے فرصت ہوئی تو نماز ادا کر لی، اور بہت ہی کم لوگ ہیں جو پانچ نمازوں کو باجماعت

ادا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جہنم والوں کا ذکر فرمایا، لوگ ان کو دیکھ کر کہیں گے کہ تمہیں یہ سزا کیوں مل رہی ہے اور آگ میں جل رہے ہو۔

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ

ان کا جواب ہو گا کہ ہم لوگ نماز ادا نہیں کیا کرتے تھے اور لہو و لعب میں لگے رہتے تھے۔ پھر احادیث میں آیا ہے کہ ایسے لوگوں کا ساتھ ھامان نمرود اور فرعون جیسوں کے ساتھ ہو گا۔

میرے بھائیو!

نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اسے صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے اسے برائیوں سے روک لیتی ہے۔

"إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ"

"انسان اس کی برکت سے ہزاروں برائیوں کو ترک کر دیتا ہے"۔

اگر اس سے کوئی گناہ ہو بھی جائے اس کے ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر لوگوں کو سمجھایا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے نہر بہہ رہی ہو اور وہ اس سے پانچ دفعہ ہر روز غسل کرے، اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں، پھر جب انسان وضو کرتا ہے، تو اس کے ہر اعضاء کو دھونے سے اس اعضاء کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ مثلاً اگر اس نے ہاتھوں سے کوئی صغیرہ گناہ کیا ہو تو جب وضو کے لئے انہیں دھوئے گا تو گناہ جھڑ جائیں گے، اسی طرح تمام اعضاء گناہوں سے پاک و صاف ہو جائیں گے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز کی عظمت و اہمیت

نماز دین کا ستون ہے — ایک زبان زد محاورہ ہے۔ اور ہر مسلمان کے دل میں اس کی بڑی عقیدت و عظمت اور اسے نگاہِ احترام سے دیکھتا ہے۔ یہ صرف محاورہ ہی نہیں، بلکہ حقیقت بھی اسی طرح ہے۔ کیونکہ نماز دینِ اسلام اور کفر کے مابین ایک حدِ فاصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر ہی اسلام نے اسے صفاتِ حسنہ سے نوازا ہے۔ اور اسے دین کی بلندی قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ نماز کو عمارتِ دین کا ستون کہا ہے واضح ہے۔ کہ جس طرح ستون کے بغیر عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح نماز کے بغیر بھی دینِ اسلام نامکمل رہے گا۔ بلکہ اس کی عمارت دھڑام سے نیچے آگرے گی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں اس کی جلالت و قدر کا اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس کے متعلق خصوصی فرمانِ خداوندی ہے

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ط (مسلمانو! تمام نمازوں کی بالعموم اور درمیانی نماز (نمازِ عصر) کی بالخصوص حفاظت کرو۔ اور نماز میں اللہ کے روبرو احترام و ادب سے کھڑے رہو!)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے اس کی اہمیت یوں واضح ہوتی ہے :-

اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهِ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَلَا بَأْسَ بِاِسْنَادِهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)

الترغیب المنذری ۱/۲۴۶ عن عبداللہ بن قرط

"قیامت کے دن انسان کو سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا۔ اعمال کا دار و مدار اسی نماز پر ہے۔ اگر یہ صحیح ہے، تو اس کے اعمال بھی درست شمار ہوں گے۔ اگر خدانخواستہ اس میں بگاڑ ہوا، تو دیگر اعمال بھی اکارت جائیں گے"

دنیوی کامیابی اور اخروی فوز و نجاح کا دار و مدار اسی نماز کو قرار دیا گیا ہے۔ اسے راہِ نجات اور حصول سعادت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ فرمان خداوندی ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

المومنون : ۱ - ۲

"ایمان والے اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں"

نماز کی روحانی تاثیر

نماز کی بنیاد عاجزی و انکساری پر رکھی گئی ہے۔ کیونکہ نماز غلام اور آقا

کے مابین تعلق کا نام ہے۔ واضح ہے کہ غلام جس قدر منکسر المزاج اور تواضع پسند ہوگا۔ مالک کے نزدیک اتنا ہی منظورِ نظر ہوگا۔ نماز اس قسم کی تمام صفات کی حامل ہے، جن سے آراستہ ہونے کے بعد یہ تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ اور رشتہ گہرا ہوتا ہے۔ کیونکہ نماز سے نورِ بصیرت بڑھتا ہے۔ دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ نفس کو تہذیب و شائستگی سکھاتی ہے۔ آدابِ خدمت سے آگاہ کرتی ہے۔ مالک کے حقوق و واجبات سے خبردار کرتی ہے۔ نماز سے دل میں جلا پیدا ہوتی ہے، جس سے بندہ خود بخود خدا کی عظمت و جلالت کا مظہر بن جاتا ہے۔ نماز ہی سے روح کو غذا ملتی ہے۔ اور انسان صفاتِ حسنہ سے آراستہ ہوجاتا ہے۔ الغرض اس کے اہتمام سے بندہ صدق و وفا امانت و دیانت، قناعت و ایثار، حلم و بردباری، تواضع و انکساری، عدل و انصاف، احسان و اکرام جیسی مبارک عادات سے پیراستہ ہوجاتا ہے۔ اسی نماز ہی کی برکت سے انسان اپنے آقا کی طرف جھکا رہتا ہے۔ اس سے خشیت الٰہی، تقویٰ، پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے۔ جن کی بدولت انسان بلند ہمت اور باوقار ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ جھوٹ و خیانت، دھوکہ دہی فریب کاری، تکبر و عناد، بغض و حسد، کمینگی اور دیگر فسق و فجور جیسی مہلک امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ گویا نماز درج ذیل فرمان الٰہی کی منہ بولتی تصویر اور حقیقی مصداق ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○

"بلاشبہ نماز بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے باز رکھتی ہے۔ البتہ یادِ خدا ایک بہت بڑی چیز ہے۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو۔ اللہ اسے

خوب جانتا ہے:

دلوں کیلئے تیر بہدف

نماز بھی جسم اور روح سے مرکب ہے۔ ظاہری شکل و صورت اعضاء کا عبادت کرنا، اور دل کا اپنے پروردگار کی طرف متوجہ رہنا اس کے لئے زندگی اور روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ گویا کہ نماز بدنی اور روحانی ریاضت ہے۔ جس سے دل کے دریچے کھلتے ہیں۔ اور اسے جلا ملتی ہے۔ اور نماز ہی کا چہرہ اس کی بدولت انوار تجلیات سے چمک اٹھتا ہے۔ اسی سے روح کو غذا ملتی ہے۔ یہی نماز بندے اور آقا کے مابین گہرا رشتہ ہے، اور خصوصی تعلق ہے۔ اور اس کا اہتمام ایمان کی علامت اور شعائر دین کی عظمت ہے۔ اور مالک کی بے شمار نعمتوں کا اقرار اور شکر گذاری کا نشان ہے۔ اور اسے ضائع کرنا گویا اس تعلق حقیقی کو ختم کرنا، رحمت سے محرومی اور گویا نعمتوں سے تہی دست ہونے کی علامت ہے۔ اور احسان فراموشی، ناسپاس گذاری اور نمک حرامی ہے۔

حقیقی نماز بیمار دل کے لئے شفا، روحانی مزاج بگڑ جانے کی دوا ہے۔ یہ ایک ایسا نور ہے، جس سے گناہوں کے بادل چھٹتے ہیں اور عصیان و طغیان کے گھٹا ٹوپ اندھیرے ختم ہوتے ہیں۔ چنانچہ محسن انسانیت ﷺ اسی دوا شافی کی طرف بڑے لطیف انداز سے اشارہ فرماتے ہیں:

ارأیتم لو ان نهرا بباب احدکم یغتسل منه کل یوم خمس مرات هل یبقیٰ من درنه شئ؟ قالوا لا یبقیٰ من درنه شئ، قال فذالك مثل الصلوٰت

الخمس یمحو اللّٰہ بھن الخطایا

الترغیب للمنذری ۲۲۴/۱ عن ابی ھریرۃؓ

• دیکھو! اگر کسی کے گھر کے نزدیک نہر بہتی ہو۔ اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو، کیا اس کے بدن پر میل کچیل رہ جائے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ میل کا نشان تک نہیں رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا، کہ نماز پڑھنے والے کی مثال بھی یہی ہے۔ کہ اس کی بروقت ادائیگی سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں!

وحدت اور مساوات

نماز میں عدل و انصاف اور باہمی مساوات کا بدرجۂ اتم اظہار ہوتا ہے کیونکہ جب مؤذن حیّ علی الصلوٰۃ ۔ حیّ علی الفلاح (نماز کی طرف آؤ۔ فلاح کی طرف آؤ) کی صدائے دلنواز بلند کرتا ہے۔ تو گویا وہ ہر انسان کو رحمت الٰہی کی طرف آنے کی دعوت دیتا ہے، جس پر نماز فرض ہو چکی ہے۔ آپ دیکھیں گے، کہ امیر و غریب، آقا و غلام، چھوٹے بڑے، بوڑھے بچے۔ حاکم و رعایا، سبھی اس آواز پہ لبیک کہتے ہوئے چلے آرہے ہیں اور ایک صف میں اپنے اللہ کے حضور دست بستہ کھڑے ہیں۔ بڑے چھوٹے اور نوکر و آقا کی تمیز ختم ہوگئی۔ اب تمام اللہ تعالےٰ کے غلام اور اس کی رحمت کے فقیر اور اس کے فضل و کرم کے محتاج ہیں۔ جو ایک مقام پر قطار در قطار کھڑے ہیں۔ تاکہ یاد الٰہی میں مشغول ہوں۔ اور اس کے حضور اپنی عاجزی اور محتاجی کا اظہار کریں

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز

نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً

"مسجدیں تو خدا ہی کی عبادت کے لیئے ہیں۔ پس ان میں خدا کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو"

دیکھئے، کس قدر وحدت اور یگانگت پائی جاتی ہے۔ تمام ایک ہی امام کے پیچھے ایک ہی قبلہ کی طرف منہ کر کے ایک ہی پروردگار اور ایک ہی مالک کی پرستش میں مشغول ہیں۔ عذاب اخروی کے خوف سے ان کا لوں لوں کانپ رہا ہے۔ صرف اس کی رحمت کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ اس کے سامنے دست بستہ غلاموں کی طرح نہایت خضوع و خشوع اور متانت سے کھڑے ہیں۔ اندریں حالات رحمت خداوندی جوش میں آجاتی ہے۔ انوار و تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ اور عنایات و عطیات کی بارش ہوتی ہے۔ اور اس کی رحمت چاروں طرف سے انھیں گھیر لیتی ہے۔ سبحان اللہ! کیسا عجیب اور سہانا منظر ہے۔

وادعوہ خوفاً وطمعاً ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین ۝

"عذاب کے ڈر سے اور فضل کی امید پر خدا سے دعائیں مانگتے رہو۔ کیونکہ خدا کی رحمت خلوص رکھنے والوں سے بہت قریب ہے"

تارک نماز کا حکم

اللہ تعالےٰ نے نماز کو فرض قرار دیا ہے۔ اور اسے اسلام کے لیئے مینارۂ راہ اور دینِ حنیف کے لیئے ستون کہا ہے۔ فرمان نبویؐ ہے:

راس الامر الاسلام وعمودہ الصلوٰۃ وذروۃ

سنامہ الجہاد فی سبیل اللہ

" امرِ دین کی بنیاد اسلام اور اس کا ستون نماز ہے، اور اس کی رفعت و بلندی " جہاد فی سبیل اللہ " ہے "

عبادات میں نماز کو اولیت حاصل ہے۔ بندگانِ خدا پر سب سے پہلے یہ واجب کی گئی ہے۔ معراج کی رات اس کے متعلق خصوصی احکامات جاری ہوئے۔ اس کی اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر اللہ تعالےٰ اپنے رسولؐ سے براہِ راست ہمکلام ہوئے۔ یہ خصوصیت صرف نماز کو حاصل ہے یہی وجہ ہے، کہ اس سے لاپرواہی کرنے والے کو سخت الفاظ میں سرزنش کی گئی ہے۔ اور ذرا بھر دانستہ سُستی کو برداشت نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس قسم کے بدبخت کو کافر اور گمراہ کہا گیا ہے۔ جو اس کا کما حقہٗ اہتمام نہیں کرتا، جو نماز سے دور ہے، وہ گویا اسلام سے بھی بعید اور بیگانہ ہے۔ دینِ حنیف کی مخالفت کر کے، اپنے رب کو ناراض کر کے ہلاکت کے گڑھے میں گر گیا ہے۔ اور اس فعلِ شنیعہ اور عادتِ بد سے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ اور محنت کو ضائع کر لیا ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالےٰ کے ان احکام کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ جو نماز کے متعلق ہیں۔ خلاف ورزی کرنے والا گویا کہ حکم ماننے سے انکار کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر صدقِ دل سے اعتراف کیا ہوتا، تو ضرور اس کے مطابق عمل کرتا۔ اور اپنے مالکِ حقیقی کا حکم بجا لانے میں سستی نہ کرتا۔ فرمانِ خداوندی ہے :

واقم الصلوٰۃ طرفی النہار و زلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ذالک ذکری للذاکرین

(ہود : ۱۱۵)

"اے پیغمبرؐ! دن کے دونوں سرے یعنی صبح وشام اور اوائل شب نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ جو لوگ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کے لئے یہ ایک یاد دہانی ہے"!

مزید فرمایا :

اقم الصّلٰوۃ انّ الصّلٰوۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر (العنکبوت)

"نماز پڑھتے رہیں، کیونکہ نماز ہی بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی ہے"!

دوسری جگہ اللہ تعالٰے نے فرمایا :

فاذا اطمأننتم فاقیموا الصّلٰوۃ انّ الصّلٰوۃ کانت علی المؤمنین کتابًا موقوتًا ٥ (النساء : ۱۰۲)

"جب تم دشمن کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ، تو معمول کے مطابق نماز پڑھو۔ کیونکہ مسلمانوں پر نماز بقید وقت فرض ہے"!

حدیث پاک میں ہے کہ :

بین الرجل وبین الکفر ترك الصّلٰوۃ

(عن جابر بن عبد اللہ مسند امام احمد بحوالہ ترغیب صفحہ ۱/۳۷۸)

"آدمی اور کفر کے مابین حدِ فاصل نماز ہی ہے"!

اس کے علاوہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے :

العھد الّذی بیننا وبینھم الصّلٰوۃ فمن ترکہ فقد کفر۔

(مسند امام احمد عن بریدہ۔ رواہ احمد و ابو داؤد والنسائی والترمذی و قال حدیث حسن صحیح و ابن ماجہ و ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح ولا نعرف لہ علۃ)

"ہمارے اور لوگوں کے مابین حدّ فاصل نماز ہے۔ جس نے دانستہ اسے ترک کر دیا۔ وہ کافر ہے"۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :

من حافظ علیها كانت له نوراً و برهاناً و نجاة يوم القيامة ومن لم يحافظ عليها لم يكن له نوراً ولا برهاناً ولا نجاة وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وابي بن خلف

(رواه احمد باسناد جيد والطبراني في الكبير الاوسط وابن حبان في صحيحه۔ ترغیب صفحہ ۱/۳۸۶)

"جس نے نماز کی نگہبانی کی۔ قیامت کے دن اس کے لئے کامیابی، روشنی اور حجت ہو گی۔ اور جس نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اسے نہ تو کامیابی ہو گی۔ اور نہ ہی روشنی و حجت سے ہمکنار ہو گا۔ بلکہ اس کا حشر قارون، فرعون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔"

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث رسول سے ہم تارک صلوٰۃ کے جرم کی سنگینی کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور دنیا و آخرت میں اس کے ٹھکانے کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ یعنی نہ تو اسے دنیا میں عزت و وقار نصیب ہو گا۔ اور نہ ہی آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو گا۔ بلکہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہو گا۔ اسلام میں نماز کی اس قدر اہمیت کے پیش نظر، اس کے علاوہ مذکورہ بالا اور اسی جیسی بیسیوں دیگر احادیث کی بنا پر صحابہ کرام کی ایک معتد بہ جماعت نے تارک صلوٰۃ کے متعلق

"کافر" ہونے کی رائے کا اظہار کیا ہے۔ بڑے بڑے علماء نے صحابہ کرام کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اسے کافر کہا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات نے اسے "فاسق" گردانا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کی فرضیت کا انکار نہ کرے۔ اور اس پر بایں صورت تعزیر واجب کی ہے۔ کہ اسے پابند سلاسل کر دیا جائے۔ تاکہ لوگوں کے لئے بُرا نمونہ نہ بنے۔ البتہ اگر توبہ کرے، تو اسے رہا کر دیا جائے۔

بعض آئمہ نے تارک نماز کے متعلق بایں طور اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے۔ جیسا کہ الشیخ محمد احمد العدوی اپنی تالیف مفتاح الخطابہ والوعظ میں بدایۃ المجتہد لابن سعد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

حافظ عبدالعظیم منذری نے فرمایا ہے۔ کہ صحابہ کی ایک جماعت اور ان کے بعد کچھ ان لوگوں نے تارک صلوٰۃ کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ بشرطیکہ وہ دانستہ اس جرم کا ارتکاب کرتا ہو۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطابؓ عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، معاذ بن جبلؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابو درداءؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام نے یہی فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ احمد بن حنبلؒ۔ اسحاق بن راہویہؒ و عبداللہ ابن مبارک۔ نخعی، حکم بن علتیہ، ایوب السختیانیؒ، ابو داؤد الطیالسیؒ، ابوبکر بن شیبہؒ، زہیر بن حربؒ جیسے جلیل القدر آئمہ کرام نے بھی اسی قسم کی رائے کا اظہار کیا ہے۔

(ترغیب وترہیب ۱/۳۹۵)

جو انسان اس کی فرضیت سے انکار نہیں کرتا۔ لیکن دانستہ اس کا اہتمام بھی نہیں کرتا۔ اس کے متعلق بعض آئمہ نے فرمایا ہے۔ کہ اس قسم کے

فاسق انسان کو قید کر دیا جائے۔ تاکہ دوسرے لوگ اس کے گندے جرائم سے محفوظ رہ سکیں۔

بعض آئمہ نے قتل کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے۔ چنانچہ احمد بن حنبلؒ۔ اسحاق بن راہویہؒ۔ عبداللہ بن مبارکؒ کا یہی فیصلہ ہے۔

بعض نے سر قلم کرنے کے متعلق فرمایا ہے۔ لیکن کفر کی بنا پر نہیں، بلکہ جرم کی نوعیت اس قدر سخت ہے کہ اس پر حد لگانا واجب ہو چکی ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔

(بدایۃ المجتہد (۱))

جو انسان اسلام کا دعویدار ہے۔ لیکن عملی طور پر اس کا ثبوت نہیں دیتا۔ اس کے احکام و واجبات ادا کرنے میں عمداً کوتاہی کرتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس قسم کے اسلام کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ اسے کافر و فاسق کہا ہے۔ یہ حکم کوئی اچنبھا نہیں۔ بلکہ عین عدل و انصاف ہے۔ ہم قرآن مجید کی تلاوت کے وقت تارک صلوٰۃ کے متعلق دیکھتے ہیں۔ تو اسے مجرم کہا گیا ہے۔ اور اس کا انجام جہنم بتایا گیا ہے۔

افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون

(ن : ۳۵)

"کیا ہم اپنے فرمانبردار بندوں کو گنہگاروں کے برابر کر دیں گے۔ تمہیں (کافروں کو) کیا ہو گیا ہے۔ کیسے بے تکے فیصلے کرتے ہو!"

قرآن مجید خود ہی اس قسم کے "مجرم" کے اوصاف بیان کرتا ہے:

کل نفس بما کسبت رھینۃ الا اصحب الیمین۝

فی جنّٰت یتساءلون عن المجرمین ٥ ما سلککم فی سقر ٥ قالوا لم نک من المصلّین ولم نک نطعم المسکین. وکنا نخوض مع الخائضین ٥ وکنا نکذب بیوم الدین حتی اتانا الیقین۔ فما تنفعهم شفاعة الشافعین (المدثر : ۳۸)

"ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے۔ مگر جن کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے گئے ہوں گے۔ وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے۔ اور مجرم لوگوں سے پوچھ رہے ہوں گے۔ کہ کیا چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی۔ وہ کہیں گے ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے، اور نہ ہی کسی محتاج کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اور دین کے بارے بیہودہ کہنے والوں کے ساتھ ہم بھی بکواس کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ہم سرے سے روزِ جزا ہی کو نہیں مانتے تھے۔ حتیٰ کہ ہمیں موت نے آ لیا۔ اندریں حالات کسی کی سفارش کام نہ آ سکے گی۔

نماز کا ترک کرنا خود کو "سقر" میں گراتا ہے۔ سقر جہنم کا وہ حصہ ہے، جو انسان کے جسم کو بھسم کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اور اس کے تن بدن کو مار کر جھلس دیتا ہے۔ یہ ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلاشبہ جو شخص اپنے پروردگار کی نافرمانی کر کے دینِ اسلام کے ستون کو گرانے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔ اور اپنے محسن پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی کر کے دینِ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور قرآنی آیات و احادیث رسول مقبولؐ سننے کے باوجود نافرمانی و عناد پر مصر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت سے گریزاں ہے، اس قسم کے جرم کے لئے مذکورہ سزا کچھ زیادہ نہیں۔

اگر وہ اپنے گریبان میں جھانک کر ضمیر کی آواز کو سُنے، تو اسے یقین ہو جائے گا، کہ واقعی ترک صلوٰۃ کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوا ہوں۔ لہٰذا مذکورہ بالا آیات اور درج ذیل حدیث رسولؐ پڑھنے کے بعد کوئی حق نہیں پہنچتا، کہ اس قسم کے مبنی برحق فیصلے پر اعتراض کرے۔

عری الاسلام و قواعد الدین ثلاثۃ علیھن اسس الاسلام من ترک واحدۃ منھن فھو بھا کافر حلال الدم شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ والصلوٰۃ المکتوبۃ وصوم رمضان (رواہ ابو یعلیٰ باسناد حسن)

"دین اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ جس نے ایک بھی ترک کر دی، وہ کافر ہے۔ اور اس کا خون حلال ہے۔ کلمۂ شہادت فرض نماز اور رمضان المبارک کے روزے۔

اپنی خواہشات کے ثمر آور ہونے اور متوقع منافع حاصل کرنے کے لئے کسی چیز کی طرف محض زبانی طور پر منسوب ہونا ہی کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے فعل و کردار سے اس کا عملی ثبوت مہیا کرنا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ :-

مثال ۱ ۔ آپ کسی ادارے کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور آپ کی تعیناتی مکمل ہو چکی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے، کہ صرف اس قدر کارروائی سے آپ ملازمت اور ماہانہ مشاہرے کے مستحق ہو جائیں گے، یا وقت کی پابندی سے دفتری کاروبار سرانجام دے کر عملی ثبوت مہیا کرنا ہوگا؟ واضح بات ہے اکہ ادارہ کی طرف سے مقرر کردہ ڈیوٹی پر حاضری دے کر اپنے فرائض منصبی کو سرانجام دینا ہوگا۔ تاکہ مہینہ گذرنے پر اپنی تنخواہ کے حقدار ہوں۔ لیکن جب

آپ اپنی ڈیوٹی کو کماحقہٗ سرانجام نہ دیں گے، تو کیا ادارہ آپ کو تنخواہ دے گا؟ واضح بات ہے، کہ جب کام نہیں، تو دام کیسے؟ اندریں حالات اگرچہ آپ کی تعیناتی عمل میں لائی جا چکی ہے، لیکن آپ کی اس عملی کوتاہی سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ آپ کو فی الفور ملازمت سے الگ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ آپ اس کے نااہل ثابت ہوئے ہیں۔

مثال ۲ ۔ آپ کسی سکول یا مدرسہ کے طالب علم ہیں۔ کیا آپ کے لئے ضروری نہیں، کہ آپ بلا ناغہ حاضر ہوں، اور سکول کے نظم و نسق کے مطابق چلیں۔ جب آپ بحیثیت طالب علم مدرسہ کے قوانین و ضوابط کا احترام نہیں کریں گے، بلکہ ہر مقام پر اپنی مرضی استعمال کریں گے، تو آپ کو بیک بینی دوگوش مدرسہ سے خارج کر دیا جائے گا۔ کیونکہ آپ میں اتنی اہلیت نہیں، کہ مدرسہ کے نظام کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال سکیں۔

مثال ۳ ۔ آپ پولیس یا فوج میں بھرتی ہیں۔ کیا آپ کے لئے ضروری نہیں، کہ فوج یا پولیس کی خاص وردی پہنیں، اور اپنے افسر کے آرڈر کو بلا چون و چرا تسلیم کریں۔ اگر آپ خصوصی وردی نہ پہنیں یا پہن کر اپنے فرائض بجا نہ لائیں۔ بلکہ اپنے افسر کے حکم کی نافرمانی کریں۔ تو آپ کو اسی وقت معزول کر دیا جائے گا۔ واضح ہے، کہ آپ کا صرف بھرتی ہو جانا ہی کافی نہیں۔ بلکہ نظم و نسق کی حفاظت اور قوانین کا احترام نہایت ہی ضروری ہے۔ اگر آپ اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے، کہ آپ اس منصب کے اہل نہیں ہیں۔ اور خود بخود اپنی معزولی کا اعلان کر رہے ہیں۔

بالکل یہی معاملہ دین اسلام کا ہے۔ جب آپ کلمۂ شہادت ادا کرنے کے بعد دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، اور اللہ تعالےٰ کو اپنا حقیقی پروردگار،

مذہب اسلام کو دین اور پیغمبر علیہ السلام کو بطور راہنما تسلیم کر لیا ہے۔ اور اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے، تو کیا آپ کے لیئے ضروری نہیں، کہ اس دین اسلام کے قوانین وضوابط کا احترام کریں۔ حقوق و فرائض کو پوری طرح سرانجام دیں۔ اور اس کے قواعد و ارکان کی حفاظت کریں تاکہ آپ کی زبانی شہادت عملی جامہ پہن سکے۔

اسلام میں فرض نماز کی وہی حیثیت ہے، جو فوج یا پولیس میں وردی کی ہوتی ہے۔ جس طرح وردی کے بغیر سرکاری آدمی کی پہچان مشکل ہے اسی طرح نماز کا اہتمام کیئے بغیر کافر اور مسلم میں امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔ مسلمان کی امتیازی علامت نماز ہے۔ جس سے اس کی شناخت ہوتی ہے۔ جب آپ قرآن مجید اور اہل قرآن کی طرف منسوب ہیں، تو لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور جملہ اوامر کو بلا چون وچرا تسلیم کرنا ہوگا۔ جب آپ نے پیغمبر علیہ السلام کو اپنا حقیقی راہنما تسلیم کر لیا ہے، تو ضروری ہے، کہ ان کی بتائی ہوئی ہدایت پر عمل کیا جائے۔ اور وہ راہ اور طریقہ اختیار کیا جائے، جو انہوں نے متعین فرما دیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کی ذات ہمارے لیئے اسوہ حسنہ اور تمثالی نمونہ ہے۔ اس لیئے ان کی اطاعت کرنا نہایت ضروری ہے۔

اس کے برعکس جب آپ نے اپنے حقیقی پروردگار کے حکم سے سرتابی کی۔ اور پیغمبر علیہ السلام کی ہدایت پر عمل نہ کیا۔ اور قرآن مجید کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کے بجائے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور اس کے ایک اہم جزو نماز کی بھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ اسے بھی دیوار سے دے مارا، تو کیا اس کے بعد تو مسلمان کہلانے کا حق دار

بحث : کیا تیرا کلمۂ شہادت تیرے لئے کافی ہو جائے گا ؟ کیا تیرے لئے اسلام کی طرف محض نسبت (جو عمل سے خالی ہو) کافی ہو گی ؟ کیا تو اس لائق نہیں، کہ تجھے بھی بیک بینی دوگوش دائرۂ اسلام سے باہر کر دیا جائے !

ان تمام سوالوں کا جواب محتاجِ بیان نہیں۔ میرے اور شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک تو مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ بلکہ آپ کا ضمیر بھی آپ پر یہی حکم لگائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے :

بین الرجل وبین الکفر ترك الصلوٰة

"یعنی انسان اور کفر کے مابین حد فاصل نماز ہے"

رحمتِ خداوندی کی اُمید

سوال پیدا ہو سکتا ہے، کہ اللہ تعالےٰ تو بہت ہی حلیم اور بردبار، نہایت ہی درگزر والا، اور وسیع پیمانے پر رحمت برسانے والا ہے۔ اس کی رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ بالخصوص جو انسان اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں حُسنِ ظن رکھتا ہے، اگرچہ اچھے اعمال نہیں کرتا۔ اس پر تو ہر وقت فیضانِ رحمت جاری رہتا ہے۔ بنا بریں آپ کی بیان کردہ مثالیں دین کے معاملہ پر کیونکر منطبق ہو سکتی ہیں ؟

بلاشبہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں، اور اس معاملہ میں آپ کی پُر زور تائید و حمایت کرتا ہوں۔ واقعی وہ ذات بہت غفور رحیم، وسیع پیمانے پر عام معافی دینے والی ہے۔ بلکہ اس کی وسعتِ رحمت، زمین و آسمان کی وسعتوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اور اس کے جُود و سخا نے

ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اس کی رحمت کا سمندر ہر وقت ٹھاٹھیں مارتا رہتا ہے۔ میں اس بات کی پورے وثوق ویقین سے شہادت دیتا ہوں، اور آپ سے امید کرتا ہوں، کہ چند منٹ یکسو ہو کر میرا ساتھ دیں، تاکہ قرآن مجید کی چند آیات پر غور وفکر کر سکیں۔ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ادراک وفہم میں لا سکیں۔ قابل غور امر یہ ہے، کہ کیا اللہ کی رحمت اس قدر ارزاں ہے، جو بلا امتیاز ہر کہ ومہ کو بلا قیمت تقسیم کی جائے۔ اور بدون طلب خوانِ رحمت اس کے سامنے بچھا دیا جائے۔ کیا یہ اس قدر سستی ہے، کہ بغیر مانگے جھولی بھر دی جائے۔ یہ لوٹ کھسوٹ کا مال ہے، جو بلا محنت ومشقت حاصل ہو جائے۔ میرا یقین ہے، کہ کوئی بھی صاحبِ عقلِ سلیم اس قسم کا اعتقاد نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی شریعت اسلامیہ میں اس قسم کی وسعت وفراخدلی کی گنجائش ہے۔ یہ کوئی تر نوالہ نہیں جو بدون محنت ہاتھ لگ جائے۔ آپ دیکھتے ہیں، کہ بعض لوگ ایسے سنگین افعال کے مرتکب ہوتے ہیں، کہ اگر ان کی شامتِ اعمال پہاڑوں پر آجائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اور اگر آسمان پہ آجائے، تو آسمان پھٹ پڑے اور اگر زمین پر آجائے، تو وہ سخت زلزلے سے دوچار ہو جائے۔

یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کفر وعناد، اس کی گوناگوں رحمتوں اور نعمتوں کا انکار، کمزوروں پر ظلم وتشدد، ضعیفوں پر زیادتی، عصیان وطغیان مست۔ الغرض شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی کرتے وقت اور کسی کی بھی نہیں سنتے۔ بلکہ دین اسلام جو انہیں حکم دیتا ہے، اس کے برعکس کرتے ہیں۔ آپ ہی انصاف سے بتائیں، کہ کیا ایسے لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ یقیناً ایسے بدقسمت اللہ کی رحمت سے

دور ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الاعراف)

"بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے"

یعنی انھیں ہی پہنچتی ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا :۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(الاعراف : ۱۵۵)

"میری رحمت تمام چیزوں پر وسیع ہے۔ اس کے مستحق صرف وہ لوگ ہیں، جو پرہیزگار، زکوٰۃ دینے والے، اور جو ہماری آیات پر ایمان لانے والے ہیں۔

ایک حدیث قدسی میں پیغمبر علیہ السلام اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہیں :۔

ما اقلّ حیاء من یطمع فی جنتی بغیر عمل کیف اجود برحمتی علی من بخل بطاعتی ؟

"وہ انسان کس قدر بے حیا ہے، جو عمل کے بغیر جنت کی امید رکھے ہوئے ہے۔ جب وہ میرا کہنا نہیں مانتا، تو میں ایسے بخیل پر اپنی رحمت کی سخاوت کیوں کروں ؟"

اللہ تعالےٰ کی رحمت کو اچھے اعمال سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تقویٰ پرہیزگاری، احسان و ایثار اور صدق قلب سے اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے سے ہی رحمت کو سمیٹا جا سکتا ہے۔ ایمان ایک درخت ہے، جس کا پھل نیک اعمال ہیں۔ ایمان کی تکمیل صرف آرزو اور تمنا سے نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس

کے لیئے حسن کردار اور صالح اعمال کی ضرورت ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں :

لیس الایمان بالتمنی ولکن ما وقر فی النفس و صدقه العمل وان قوماً غرّتهم الامانی حتیٰ خرجوا من الدنیا ولا حسنة لهم وقالوا نحن بحسن الظن بالله تعالیٰ وکذبوا لو احسنوا الظن لاحسنوا العمل

"ایمان صرف دل سے تمنا کر لینے سے پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ دل میں عظمت ہو، اور عمل اس کی تصدیق کرے۔ ایک قوم ایسی بھی ہوگی جس کو مستلذات دنیا نے اندھیرے میں رکھا۔ حتیٰ کہ جب ان پر موت آئی، تو ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ اپنا انجام دیکھ کر کہیں گے، ہم تو اللہ کے متعلق بہت اچھا گمان رکھتے تھے۔ یہ اُن کا سفید جھوٹ ہوگا۔ کیونکہ اگر واقعی اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھتے تھے، تو اچھے عمل کیوں نہ کیئے۔"

اس وضاحت کے بعد آپ کو چاہیئے، کہ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہوں۔ وہ تو بالکل آپ کے قریب ہے۔ بلکہ آپ کے سامنے موجود ہے۔ اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اور اپنے کیئے ہوئے گناہوں کی معافی مانگیں، آپ کے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیئے جائیں گے۔ یہی ایک راہِ نجات اور طریقۂ کامرانی ہے۔ اور اسی میں دنیا و آخرت کی سعادت اور بھلائی ہے۔ توبہ کرنے والوں کے لیئے اس کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ جب آپ دیگر اشیاء کو چھوڑ کر اللہ کی طرف آجائیں گے، تو اللہ تعالیٰ بھی

منظرِ رحمت کرے گا۔ اور ہر مشکل مقام پر مدد کرے گا۔ اب آپ کو اپنے دینی واجبات ادا کرنے کے لئے مستعد ہو جانا چاہیئے۔ ہر وقت اس کی اطاعت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی تمام خطاؤں کو درگذر فرمائیں گے۔ اور آپ کے سیاہ نامے کو دھو ڈالیں گے۔ اور اپنے ابرِ رحمت کے سایہ تلے جگہ دیں گے۔ جنت کے ہرے بھرے باغ اور حور و قصور بھی تیری ملک میں کر دے گا۔ صحیح نماز کا اہتمام کر جس کی صفت یہ ہے کہ وہ بُرے کاموں اور بے حیائی سے باز رکھتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے تعلق خاطر کو مزید مستحکم کرتی ہے۔

یہ فلاح و نجات اور انوار و برکات اس وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب اسے نہایت خضوع و خشوع سے ادا کیا جائے۔ صرف اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے اس کا اہتمام کیا جائے۔ اگر ریا کاری کی معمولی سی بھی ملاوٹ ہو گئی، تو تمام محنت غارت ہو جائیگی۔ بلکہ قیامت کے دن اس قسم کے اعمال وبالِ جان بن جائیں گے۔

بے کار نماز

صحیح نماز کی شناخت یہ ہے، کہ وہ آئینۂ دل کو شفاف اور نفس کو تہذیبِ اخلاق سکھاتی ہے۔ رقتِ قلبی اور خشیتِ الٰہی جیسی عظیم دولت عطا کرتی ہے۔ بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی، اور باطن کو ہر قسم کی گندگی سے پاک و صاف کرتی ہے۔ اگر نماز پڑھنے کے بعد نمازی کے اندر انقلاب نہیں آتا۔ بلکہ دروغ گوئی سے مال سمیٹتا اور حرام کھاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی زمین پر خرابی اور فساد برپا کرتا ہے۔ اور ایسے اعمال

کرتا ہے، جو دینِ اسلام کے منافی ہیں، بلکہ بعض اوقات تو نماز کی آڑ میں اپنی تعریف کا پہلو نکالتا ہے۔ اپنی برائیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نماز کا سہارا لیتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی نماز سیاہ لوتھڑوں میں لپیٹ کر ان کے منہ پر دے ماری جاتی ہے۔ یہ قیامت کے دن اسے کچھ نفع نہیں پہنچا سکے گی۔ اور نہ ہی عذابِ الٰہی سے اسے نجات دلائے گی، بلکہ قرب الٰہی کے بجائے دن بدن دوری ہی ہوتی جائے گی۔

من لم تنهه صلوٰته عن الفحشاء والمنكر لم يزدد من الله الا بعدًا

"جس کی نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی، وہ اللہ سے دور ہی ہوتا چلا جائے گا"۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے، کہ شریعت اسلامیہ کی رُو سے نمازی کی نماز رد کر کے اس کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ جو اس کی حفاظت نہیں کرتا۔ اور نہ ہی صحیح طریقہ سے وضو کرتا ہے۔ خشوع وخضوع سے بالکل خالی، نامکمل رکوع اور ادھورا سجدہ بجا لاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے، کہ اسے نماز سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ جب اس رکنِ عظیم کی پرواہ ہی نہیں کرتا، تو اس کے بعد وہ کونسا ایسا رکن ہے، جسے پورا کرنے سے قیامت کے دن اسے نجات مل سکے گی!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلى صلوٰت ... لوقتها واسبغ لها وضوئها واتم لها قيامها وخشوعها وركوعها وسجودها

خرجت وھی بیضاء مسفرۃ تقول حفظك اللہ کما حفظتنی ومن صلاھا بغیر وقتھا ولم یسبغ لھا وضوئھا ولم یتم لھا خشوعھا ولا رکوعھا ولا سجودھا وھی سوداء مظلمۃ تقول ضیعك اللہ کما ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاءت لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بھا وجھہ

(رواہ الطبرانی)

"جو انسان اچھی طرح وضو کر کے بروقت پانچ نمازیں ادا کرتا ہے، اور قیام خشوع وخضوع اور اس کے رکوع وسجود میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں کرتا ہے۔ بلکہ نہایت ہی توجہ اور حضورِ قلب سے ادا کرتا ہے۔ اس کی نماز سفید اور چمکتی ہوئی صورت میں اللہ کے پاس پہنچ کر دعا کرتی ہے، کہ جس طرح تو نے میری حفاظت کی ہے، خدا تجھے بھی اپنی نگرانی میں رکھے۔ اس کے برعکس وہ بدبخت جو نماز کا اس طرح اہتمام نہیں کرتا۔ اور نہ ہی رکوع وسجود پوری طرح ادا کرتا ہے خشوع وخضوع بھی پورا نہیں ہوتا ہے، وہ اللہ کے پاس سیاہ شکل میں جاتی ہے، اور پڑھنے والے کے لئے بایں الفاظ بددعا کرتی ہے، کہ جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے، خدا تیرا بھی بیڑا غرق کرے"!

آپ آگے آنے والی حدیث قدسی پر غور کریں۔ اس میں وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے، کہ وہ کون بدنصیب ہے، جس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے مقامِ نصیحت اور جائے

عبرت ہے۔ یہ لوگ دنیا کا مال و منال حاصل کرنے کے لیئے دین اسلام کو بطور زینہ استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کے لئے نماز پڑھتے ہیں" فاتلھم اللہ انی یوفکون"

جن لوگوں کی نماز شرف قبولیت سے نوازدی جاتی ہے، ان سے جو اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے، وہ غور و فکر کے قابل ہے۔ حدیث قدسی ملاحظہ ہو:

انما اقبل الصلوٰة ممن تواضع بها لعظمتی ولم یستطل علی خلقی ولم یبت مصرّا علی معصیتی وقطع النهار فی ذکری ورحم المسکین و ابن السبیل والارملة ورحم المصاب ذالك نوره کنور الشمس اکلؤه لعزتی واستحفظه ملائکتی اجعل له فی الظلمة نوراً وفی الجهالة حلما ومثله فی خلقی کمثل الفردوس فی الجنة (رواه البزار)

"میں اس کی نماز قبول کرتا ہوں، جو میری عظمت کی خاطر تواضع اختیار کرے۔ اور میری مخلوق پر دست درازی نہ کرے۔ میری نافرمانی اور معصیت پر نہ اڑ جائے۔ سارا دن میرے ذکر و فکر میں گزارے بیواؤں، مساکین اور مسافروں کی دستگیری کرے۔ مصیبت زدہ کو رحم و کرم کی نگاہ سے دیکھے۔ ایسے خوش قسمت کو سورج کی روشنی جیسا سفید اور چمکدار نور نصیب ہوگا۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے، میں اس کی مزید حفاظت کروں گا۔ میرے فرشتے اس کی نگہبانی کریں گے۔ اس کے لئے اندھیرے میں روشنی اور نادانی میں بردباری

اور جنت میں اس کا مقام وہی ہوگا جو "فردوس" کا جنت میں ہے"

ان احادیث میں ان لوگوں کے متعلق حکم معلوم ہوتا ہے، جنھوں نے ملے جلے اعمال کئے۔ کچھ بھلے اور کچھ بُرے۔ ان لوگوں کی آڑ میں نماز اور دین میں طعن و تشنیع کرنے اور اس سے کیڑے نکالنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

کھوکھلی دلیل

آپ کو ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑا ہوگا، کہ جب انہیں نماز کی دعوت دی جاتی ہے، تو کہتے ہیں، کہ دل کی نماز چاہیئے۔ دین اسلام صرف نماز ہی میں نہیں۔ دل صاف ہو تو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اگر دل سیاہ ہو تو نماز سے کیا حاصل ہوگا؛ ہمارے دل میں اسلام کا زیادہ احترام ہے۔ وغیرہ۔

یہ ایک کٹ حجتی ہے۔ ان کی اس قسم کی باتیں دین اسلام اور نماز کی اہمیت کے خلاف ہیں۔ دل کی نماز ان کے منہ پر ماری جائے گی۔ دینِ اسلام دل میں دفن ہونے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اس کے آثار باہر بھی نمایاں ہونے چاہئیں۔ دل کی دنیا معلوم کرنے کے لئے اعمال و کردار کو بڑا دخل ہے۔ بنا بریں ظاہری اعمال کو ایک طرف کر کے صرف دل کی صفائی پر زور دینا حماقت ہی نہیں بلکہ شقاوت بھی ہے۔

بندگانِ خدا! اللہ سے ڈرو! اور اس تک راہنمائی کے لئے کسی ذریعہ کی جستجو کرتے رہو۔ اور نیک عمل کرنے کے لئے بھی جلدی کرو۔ قبل اس کے کہ دیگر مشاغل میں مصروف ہو جاؤ۔ نماز، صدقہ اور احسان سے اپنے پروردگار سے رشتے مضبوط کرو۔ یاد رکھیئے۔ کہ اسلام صرف نماز ہی کا نام نہیں، اور نہ ہی "دل کی صفائی" سے اسے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ نماز

صدق وصفا، جلا وصفا۔ احسان، ایثار، حج و زکوٰۃ، روزہ وجہاد، تقویٰ و عبادت، امانت و دیانت، عبادت وریاضت، شہادت و تنیادت، شمشیر وسناں، عزّ و وقار۔ حلم وبردباری، ایمان و ایقان، علم و عمل، جماعت و نظام، جنت وجہنم، اطاعت شعاری اور خدمت گذاری جیسے بے شمار محاسن کے مجموعے کا نام اسلام ہے۔ اخلاص ورضا کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ فرمان خداوندی ہے :

فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین

"خالص نیت اور رضاجوئی کی خاطر عبادت کرتے وقت اللہ سے دعا کی جائے"۔

دین اسلام ایک ایسی ہمہ گیر وحدت ہے جسے تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جو طبیعت کے موافق ہو اس پر عمل کرے اور جو اس پہ شاق گذرے اسے ترک کر دیا جائے۔ بلکہ پورے مجموعہ اسلام پر صدق دل سے ایمان لانا اور صداقت کا ثبوت مہیا کرنے کے لئے اس کے حکم پر سر تسلیم خم کر دینا اصل اسلام ہے۔

برادران اسلام : پرہیز گاری اور تقویٰ شعاری اختیار کرنا چاہیئے۔ اور مرنے سے پہلے پہلے اپنے گناہوں کی اللہ تعالےٰ سے معافی مانگنی چاہیئے۔ جو انسان نافرمانی سے باز رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ بھی اس پر توجہ فرماتے ہیں۔ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو خوشی میں یاد رکھے، تو ذاتِ اقدس تنگی اور دشواری میں بھی اس کا ہاتھ پکڑتی ہے۔ شیطانی کام ترک کر کے اپنے اصل دین کی طرف واپس آجاؤ۔ تاکہ ہم نصرت ایزدی اور فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کی جائے۔ کیونکہ ہمارے

سلئے بھی گنجینۂ صفا اور خزینۂ بے بہا ہے۔ اور زندگی کے تمام شعبوں میں اسوۂ رسولؐ کو فوقیت ہو۔ کیونکہ دنیا و آخرت میں سرخروئی کا راز صرف اتباع رسولؐ ہے۔ دنیا کی حقیقت بے ثباتی ہے۔ اس کی ہر چیز کو فنا ہے۔ تاہم اس ساز و سامان دنیا میں سے کچھ آخرت کے گھر کا بھی فکر کرنا چاہیئے۔ اور دنیا سے جو ہمارا حصہ ہے۔ اسے فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ملک میں شرانگیزی اور فساد کے خواہاں نہ بنو۔

ہمیں چاہیئے، کہ نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔ اور وقت پر نماز ادا کرتے رہیں۔ اگر ہم نے جذبۂ اطاعت سے سرشار ہو کر جہاد کی تیاری نہ کی، تو اوروں کا تر نوالہ بننے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ لاسمح اللہ۔

وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السمٰوٰت والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السرآء والضرآء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین ○

(اٰل عمران : ۱۳۳)

"اللہ کی بخشش و مہربانی کے حصول میں جلدی کرو۔ اور اس جنت کے لئے بھی کوشش کی جائے۔ جس کی پہنائی آسمان و زمین سے بھی وسیع ہے۔ اور نیکوکار حضرات کے لئے تیار کی گئی ہے جو تنگی و خوشحالی میں خرچ کرتے ہیں۔ غصہ کو پی جانے والے، اور لوگوں کی لغزشوں سے درگذر کرنے والے۔ اللہ تعالےٰ ایسے نیک فطرت لوگوں کو پسند کرتا ہے"!

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے، کہ وہ ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق

دے۔ اور اس راہ میں جو دشواریاں آئیں، ان پر صبرِ جمیل ارزانی بخشے۔ اور نماز کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ اعدائے اسلام کے خلاف ہمیں فتح و کامیابی سے ہمکنار کرے۔ ہر مشکل وقت میں ہماری مدد فرمائے۔ تاکہ ہم خدمت اسلام کے لئے تیار ہو جائیں۔

واللہ تعالیٰ نعم المولیٰ و نعم النّصیر



نماز کا کیا معنی ہے؟

لغوی طور پر صلوٰۃ کا معنی دعا ہے۔ چونکہ نماز کا اکثر حصہ دعا و تسبیح پر مشتمل ہوتا ہے۔ غالباً اسی مناسبت سے اس کا نام صلوٰۃ رکھا گیا ہے۔

بعض دوسرے حضرات اس کا معنی "تعظیم" بھی بتاتے ہیں۔ اس لئے کہ بندہ نماز میں خدا کی تعظیم و تکریم کے لئے دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ بنابریں بندہ کی اسی مخصوص حالت کو صلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز اپنے بندوں پر اسے فرض قرار دیا ہے، اور مخصوص شکل و ہیئت پیغمبر علیہ السلام نے اپنے مخصوص انداز میں اس کی تشریح بھی کر دی، پھر پیغمبر اسلام علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ دین نے عملی طور پر اسے واضح کر دیا۔ تو اصطلاحاً اس کی تعریف کچھ یوں ہو گی:

عبادۃ اللہ و تعظیمہ باقوال و افعال مخصوصۃ
مفتتحۃ بالتکبیر (اللہ اکبر) و مختتمۃ بالتسلیم (السلام
علیکم ورحمۃ اللہ) و بنظام و ترتیب خاص حیاۃ بہ
المسلمین و المسلمات و سار علی سواہ و ھداہ جمیع المسلمین۔

مخصوص اقوال و کردار کے ساتھ اللہ کی عبادت اور عظمت کو
... جس کی ابتدا تکبیر تحریمہ "اللہ اکبر" اور انتہا سلام "السلام

سلیم و رحمت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔"

اس اصطلاحی تعریف میں اس کے لغوی معنی دعا و تعظیم کو جو ... حیثیت حاصل ہے۔ بلکہ اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جب ہم تشہد میں "الصلوات للہ" پڑھتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ تمام دعائیں جن سے اللہ کی تعظیم مراد ہے اسی کے لئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کسی کے لائق نہیں۔

اسی طرح جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے وقت اللھم صل علی محمد کی صدائیں بلند کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا نام دنیا میں بلند کر کے ان کے وقار و عظمت میں اضافہ فرما۔ دنیا میں ان کی دعوت کو عام اور شریعت کو بقا نصیب کر۔ اور آخرت میں امت کے حق میں سفارش قبول فرما کر ان کا مقام اونچا فرما۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا حکم دیا ہے، چونکہ ہم بشری کمزوری کی وجہ سے اس عظیم فریضہ کو ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ بنا بریں اس کے حضور نہایت عاجزی سے عرض پرداز ہیں کہ اے الٰہی! تو ہی ان کی علو شان اور بلند مراتب کے شایان ان کی قدر و منزلت میں اضافہ فرما۔

صلوٰۃ کی نسبت جب اللہ کی طرف ہو تو اس کا مطلب ہے ... رحمت، فرشتوں سے تو یہ استغفار اور جہاں سے ہو تو دعا و تعظیم مراد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب ۵۶)

"اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر پر باران رحمت کرتا ہے اور فرشتے ...

رفع درجات کرتے ہیں۔ مومنو! تم بھی پیغمبر علیہ السلام پہ درود و سلام پڑھا کرو!

نماز ہر مسلمان پر فرض و واجب ہے۔ جو بالغ، عاقل ہے، اور اسے اللہ کے رسولؐ کی دعوت پہنچ چکی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ادا پر قادر، نجاست سے پاک، وضو کی حالت میں ہو۔ حتٰی کہ بچہ جب سات سال کا ہو جائے۔ تو اسے محبت، پیار اور شوق و ذوق سے ادا کرنے کا عادی بنایا جائے۔ اگر دس سال کی عمر تک نماز کا عادی نہیں بنتا، تو اسے زدوکوب سے سرزنش کی جائے۔ قرآن حکیم نے بڑی شرح و بسط سے اس کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند ایک یہ ہیں :-

انّ الصّلٰوۃ کانت علی المؤمنین کتٰبًا موقوتًا ط

"مسلمانوں پر نماز بروقت پڑھنا فرض کیا گیا ہے!"

وأمر اھلک بالصّلٰوۃ واصطبر علیھا لا نسئلک رزقا ط نحن نرزقک والعاقبۃ للتّقوٰی ط

"اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیجئے۔ اس سلسلہ میں جو تکلیف پیش آئے۔ اسے خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ باقی رزق کا معاملہ ہمارے ذمہ ہے۔ اس کے متعلق آپ کو بازپرس نہیں ہو گی۔ اچھا انجام آخر کار اہلِ تقوٰے کے لئے ہے!"

واقیموا الصّلٰوۃ واٰتوا الزّکٰوۃ وارکعوا مع الرّاکعین ط

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور نماز باجماعت ادا کیا کرو!"

اسی سلسلہ میں بکثرت احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جن میں نماز کی اہمیت

فرضیت اور افادیت وعظمت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور اسے دانستہ ترک کرنے والے کے لئے وعید شدید کا بھی تذکرہ ہے۔ جس کا ہم مختصراً تذکرہ کر آئے ہیں۔ کتب احادیث میں اس کے متعلق کافی و شافی مواد موجود ہے۔ خوف طوالت سے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

(واللہ المستعان)

نماز سے پہلے کیا چیزیں ضروری ہیں!

نماز کے لئے بعض ایسی شرائط ہیں، جن کے بغیر اس کی ادائیگی صحیح نہیں ہوتی۔ جب ان شرائط کو بجا لائے۔ تو اسے حق حاصل ہے، کہ اپنے رب کے حضور راز و نیاز اور ادائیگی نماز کے لئے کھڑا ہو۔ وہ درج ذیل ہیں:

۱- **پاکیزگی**: اس میں جسم، کپڑا اور وہ جگہ جہاں نماز کے لئے کھڑا ہے، شامل ہے۔ یعنی ان کا پاک ہونا ضروری ہے:

۲- **سَتْرُ الْعَوْرَةِ**: عورۃ کو شرمگاہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک دونوں جانب (آگے پیچھے) ہے، اور اسی طرح عورت کے لئے، کہ چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ تمام جسم کا چھپانا ضروری ہے

۳- **دخولِ وقتِ نماز**: کیونکہ وقت سے پہلے ادا کرنا درست نہیں، شریعت نے ان تمام اوقات کو بیان کیا ہے:

۴- **اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ**: یعنی بیت اللہ کی طرف منہ کرنا:

طہارت

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ دینِ اسلام ایک سادہ انسانی فطرت کے عین مطابق اور ہر زمانہ میں ماحول کے شایانِ شان تہذیب و تمدن کا علمبردار ہے۔ عرب کے خشک جزیرہ میں اس کا ظہور ہوا۔ جہاں پانی کی قلت کے باعث زراعت وغیرہ وسیع پیمانے پر نہ تھی۔ یعنی بہتر تہذیب و ثقافت کے آثار ناپید تھے، باایں ہمہ اسلام ایک ثقافت پیش کرا دیا ہے جسے مثالی کہا جا سکتا ہے۔ دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں۔ ان کی تہذیب اور رہنے سہنے کے لئے اپنے مخصوص قوانین ہیں۔ لیکن اسلام چونکہ رب العالمین کی طرف سے آیا تھا۔ اس لئے انسانی ضرورتوں کے پیشِ نظر وہ تمام قوانین اپنے ساتھ لے کر آیا۔ جو صرف اس دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی اس کا ساتھ دیں۔ اس سادہ دین میں نظافت و پاکیزگی اور صفائی کو بڑا دخل ہے۔ بلکہ اسے عبادت کا جزو قرار دیا ہے۔ نظافت کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

نظافتِ روحانی اور نظافتِ جسمانی

۱۔ نظافتِ روحانی :-

انسانی جسم میں دل کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اسی دل کی صفائی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے آئینۂ دل کو شکوک و شبہات، شرک و بدعات، ریا و نفاق، کینہ و بغض، حسد و عناد اور اسی طرح کی دیگر آلائشوں سے پاک رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں۔ سینے کے اندر [illegible]

يعلم خائنة الاعين وما تخفي الصدور (غافر ١٩)

"وہ آنکھ کی خیانت اور سینے کے رازوں کو جانتا ہے"

٣۔ نظافت جسمانی:

جس طرح دل کو پاک رکھنا ضروری ہے، اسی طرح جسم کو صاف رکھنا اور غلاظتوں، نجس چیزوں اور گندگی سے دور رہ کر جسم کی صفائی و نظافت رکھنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين (البقرة ٢٢٢)

"اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے"

حضور علیہ السلام کا فرمان ہے:

الطهور شطر الايمان، وقال مفتاح الصلوٰة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم

"پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ اور فرمایا کہ نماز کی چابی وضو ہے اور دیگر خارجی اشیاء کو حرام کر دینے والی تکبیر تحریمہ ہے اور سلام سے حلال ہو جاتی ہیں"

ایک قول ماثور ہے:

النظافة من الايمان

"نظافت ایمان سے ہے"

طہارۃ دخول صلوٰۃ کے لئے پہلی شرط ہے۔ اور یہ طہارت قلب، جسم اور طہارت ثیاب وغیرہ کو شامل ہے۔ پھر طہارت پانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ طہارت حسی یا معنوی ہے، وہ پانی سے حاصل ہو یا مٹی سے

سمندر سے ہو یا کنویں سے۔ اس کے علاوہ قدرتی چشموں سے بھی طبعی پانی ملتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جس پانی سے طہارت حاصل کرنا مقصود ہو، اس کا رنگ، بو، ذائقہ تبدیل نہ ہو گیا ہو۔ اگر کسی گندگی کے گرنے سے اس میں کسی قسم کا نقص واقع ہو گیا ہو، تو ایسا پانی شریعت کی رُو سے پلید ہے۔ وہ طہارت کے کام میں نہیں لایا جا سکتا۔ اور نہ ہی اسے کسی اور مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی طبعی طور پر دل میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسے اپنے استعمال کے قابل نہیں سمجھتا۔ آجکل جدید طب نے بھی اس کے استعمال کو نقصان دہ قرار دے کر شریعت اسلامیہ کے چودہ سو سالہ نظریئے کی تائید کر دی ہے

جسم کی طہارت

طہارتِ جسم کی ضرورت کسی قسم کا عارضہ لاحق ہونے سے ہوتی ہے۔ ہم انہیں دو طرح تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ **حدثِ اصغر** : ایسا عارضہ جس سے وضو یا تیمم ضروری ہو۔ اور یہ سبیلین سے کوئی چیز خارج ہونے کے سبب سے ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً قضائے حاجت، پیشاب یا ہوا وغیرہ کا خارج ہونا۔ یاد رہے کہ تیمم اس وقت کیا جا سکتا ہے۔ جب پانی تک رسائی مشکل ہو۔ یا اس کے استعمال سے کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ ہو۔

۲۔ **حدثِ اکبر** : جس کی وجہ سے غسل ضروری ہوتا ہے۔ اس کا سبب احتلام یا جماع ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے :

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا "اگر تم بحالت جنابت ہو تو غسل کرو"۔

اسی طرح حیض اور نفاس بھی حدثِ اکبر ہے۔ جس سے غسل واجب ہوتا ہے۔

وضو کا طریقہ

قرآن مجید میں ہے :

یایّھا الّذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصّلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین (مائدہ : ۷)

" مسلمانو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو۔ تو بایں طور وضو کرو کہ پہلے اپنے منہ کو پھر ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں ـــــ سر کا مسح کریں بعدہٗ اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوئیں "

اس آیت سے فرضیت وضو ثابت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر نماز درست نہیں۔ اگر کوئی بلا وضو نماز پڑھتا ہے۔ تو گنہگار ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے عملی نمونہ سے اس کی وضاحت فرما دی ہے۔ جس کا بیان حسب ذیل ہے :

اوّلاً ـــــ پاک پانی لے کر وضو کی نیت کرے۔ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ یہ محض ایک تکلف ہے۔ دل کا ارادہ ہی کافی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کلائیوں تک تین مرتبہ دھوئے۔ اسی اثنا میں اپنی انگلیوں کے مابین خلال کرے۔ اور خوب مل کر صاف کرے۔ پھر تین مرتبہ کلّی کی جائے۔ اور دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک کا استعمال کیا جائے۔

مسواک :۔ مسواک ایک سُنّت مؤکدہ ہے۔ اگر نہ مل سکے، تو

انگلی سے ہی دانتوں کو مل کر صاف کیا جا سکتا ہے۔ مسواک کے متعلق بہت سی صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ:

لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوٰۃ۔

"اگر یہ امر میری امت پہ گراں نہ ہوتا، تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔"

پھر ناک میں پانی ڈال کر تین مرتبہ جھاڑا جائے۔ اسے میل کچیل سے صاف کیا جائے۔ پھر تین مرتبہ چہرے پر پانی ڈال کر اسے دھویا جائے ٹھوڑی اور آنکھ کے پپوٹے بھی چہرے میں شامل ہیں۔ اس کے بعد تین تین مرتبہ دائیں بائیں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا جائے۔ پھر از سر نو پانی لے کر سر کا مسح کیا جائے۔ پیشانی سے شروع کر کے پیچھے گدی تک اسی طرح دوبارہ گدی سے پیشانی تک مسح کرے۔ ایک ہی ہاتھ سے سر کے کسی حصہ کا مسح کرنا بھی درست ہے۔ پھر کانوں کا اندر باہر سے مسح کیا جائے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں۔ گردن کا مسح کرنا خلاف سنت ہے۔ اس کے بعد پاؤں ٹخنوں تک اچھی طرح تین مرتبہ دھوئے جائیں۔ اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا جائے۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد درج ذیل دعائیں پڑھی جائیں۔:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

"گواہی دیتا ہوں، کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

"اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں سے کر!"

نوٹ : وضو کرتے وقت بیان کردہ ترتیب کو ضرور ملحوظ رکھا جائے!

اسی طرح وضو سے فارغ ہونے کے بعد آپ اللہ سے حضور پیش ہونے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ایک ہی وضو سے متواتر کئی نمازیں ادا کی جا سکتی ہیں۔ البتہ ٹوٹ جانے پر تجدید ضروری ہوگی!

موزوں پر مسح کرنا :

موزوں پر مسح کرنا پیغمبر علیہ السلام کی سنت ہے۔ اوپر والی سطح پر مسح کیا جائے۔ نیچے مسح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی مدت مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔ اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ موزوں کو بحالت وضو پہنا جائے۔ جرابوں (خواہ اونی ہو یا سوتی) پر بھی مسح کیا جا سکتا ہے۔ یہ تمام امت پر آسانی اور مشقت سے نجات کی خاطر ہے:

نواقض الوضوء

جب وضو ٹوٹ جائے، تو از سر نو کرنا ضروری ہے۔ درج ذیل امور سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:۔

۱۔ سبیلین سے کسی چیز کا نکلنا۔ قضا حاجت۔ پیشاب یا ہوا کا خارج ہونا۔ البتہ سلس البول کے مریض پر تجدید وضو ضروری نہیں۔ اگرچہ نماز میں کیوں نہ ہو۔ لیکن ہر نماز کے لئے اسے نیا وضو کرنا ہوگا۔

۲۔ نیند :۔ نیند سے وضو نہیں رہتا۔ البتہ نماز کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے اگر اونگھ آگئی۔ تو اس سے وضو ضروری نہیں۔

۳۔ بے ہوشی :۔ کسی سبب سے عقل کا زائل ہو جانا بھی نواقضِ وضو سے ہے۔ مثلاً جنون یا منشیات کا استعمال۔

۴۔ شہوت کے ارادے سے عورت کو چھونا

۵۔ دانستہ اپنے یا کسی دوسرے کے فرج کو چھونا۔ بشرطیکہ درمیان میں کوئی کپڑا حائل نہ ہو۔

۶۔ منہ بھر کر قے آنا

فائدہ :۔ وضو کی حالت میں آپ کو شبہ پڑا۔ کہ وضو ٹوٹ گیا۔ لیکن یقین غالب اسی پر ہے اکہ وضو باقی ہے۔ اس صورت میں صرف شک و شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ شک سے یقین کو زائل نہیں کیا جاسکتا۔

غسل

پاک پانی کا اپنے بدن پر بہانا غسل کہلاتا ہے۔ بدن اور بالوں کی صفائی کے لئے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ اس سے ایک طرف بدن میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے، تو دوسری طرف نشاط و راحت سے چست ہو جاتا ہے۔ صحت کے اعتبار سے بھی یہ ایک مفید عمل ہے۔

موجبات الغسل

درج ذیل حالات میں غسل واجب ہو جاتا ہے :

۱۔ شہوت کے خیال سے منی کا کود کر نکلنا۔
۲۔ جماع کے وقت دونوں پہ غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نزول نہ ہو۔
۳۔ احتلام : اس میں بھی مرد عورت برابر ہیں۔ بیدار ہونے کے بعد اگر پانی کے اثرات کپڑوں یا بستر پر موجود ہوں تو نہانا ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر نیند میں محسوس کرتا ہے۔ کہ مجھے احتلام ہو گیا، لیکن اس کے آثار ناپید ہیں۔ تو اندریں حالات اس پر غسل ضروری نہیں۔ عورت کو بھی مرد کی طرح احتلام ہوتا ہے۔ پانی دیکھنے سے نہانا فرض ہو جاتا ہے۔ بصورت دیگر نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں الماء من الماء سے واضح ہے۔ اس کے برعکس اگر کسی کو نیند میں کوئی ایسا عارضہ پیش نہیں آتا لیکن بیدار ہونے کے بعد اس کے اثرات دیکھتا ہے، تو بھی اسے نہانا ضروری ہے۔
۴۔ عورت جب حیض سے پاک ہو جائے، تو اس پر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے۔
۵۔ بچے والی عورت چالیس دن کے بعد غسل کرے۔ اگر نفاس چالیس دن سے پہلے رک گیا ہے، تو اس پر مدت پوری کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ خون کے بند ہونے پر غسل کرے۔
۶۔ کافر جب اسلام میں داخل ہونا چاہے، تو اسے نہانا چاہیے۔

طریقہ غسل

پانی آپ کے پاس موجود ہے (حدث اکبر کے) ازالہ کے لئے غسل خانہ میں داخل ہوئے ہیں۔ تو مسنون یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا جائے۔ اس کے بعد فرج کو دھویا جائے۔ پھر وضو کیا

جائے۔ البتہ پاؤں نہ دھوئے۔ وہ غسل سے فارغ ہونے کے بعد دھوئے جائیں۔ پھر قریباً دو آبخورے سر پہ بہائے جائیں۔ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچایا جائے۔ اور انگلیوں سے خلال کر کے انہیں خوب تر کیا جائے اس کے بعد سارے جسم پر پانی بہایا جائے۔ جسم کی کوئی جگہ خشک نہ رہنے پائے۔ جسم کو اچھی طرح مل کر صاف کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح نہر یا کسی جگہ کھڑے پانی میں غوطہ لگانے سے بھی غسل ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ نیت اور وضو کر لیا جائے۔ اسی طرح حمام میں جب آپ فوارے کے نیچے کھڑے ہیں۔ جب آپ تمام جسم پر پانی بہا کر غسل سے فارغ ہو جائیں۔ تو آخر میں پاؤں دھوئے جائیں۔ پھر کچھ ٹھہر کر جسم خشک کیا جائے۔ پروردگار کی حمد وثنا اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے درج ذیل دعا پڑھی جائے۔

اللّٰهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين ط

نوٹ : (۱) نہانے والے کے لئے ضروری ہے۔ کہ نہاتے وقت کپڑا وغیرہ باندھے۔ اگر کسی جگہ وہ اکیلا ہے، یا اس قدر گہرے پانی میں نہا رہا ہے کہ قابل ستر حصہ پانی میں ہے۔ تو اس صورت میں وہ ننگا ہو کر نہا سکتا ہے

(۲) وضو اور غسل کرنے والے کے لئے اسراف اور بے جا پانی کا استعمال کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔ اگرچہ وہ بہتی ہوئی نہر پہ ہی کیوں نہ ہو۔ شریعت اسلامیہ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ تاکہ لوگ اسراف و تبذیر کے عادی نہ بن جائیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مالک کی نافرمانی ہوتی ہے شریعت اس بات کو برداشت نہیں کرتی، کہ معمولی سی خلاف ورزی کر کے شیطان کے پھندے میں پھنس جائے۔ شریعت اسلامیہ ہر معاملہ میں میانہ روی کی علمبردار ہے :

تیمّم

انسان کی بشری کمزوری کے پیشِ نظر اسلام کی بنیاد "آسانی" پر رکھی گئی ہے۔ تنگی و دشواری میں طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ وما جعل علیکم فی الدّین من حرج۔

اسلام میں رکن نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر اسی قاعدہ کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ دشواری یا تنگی کی آڑ میں یا اور کسی قسم کا بہانہ بنا کر اسے ترک کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ نماز کے لئے طہارت ایک بنیادی شرط ہے۔ اور یہ بھی واضح بات ہے کہ پانی ہی ایک ایسی چیز ہے، جس سے صحیح طہارت حاصل ہو سکتی ہے۔ اب اگر سفر یا حضر میں پانی نہ مل سکے، یا پانی موجود ہے۔ لیکن اس کے استعمال سے مرض کے طول پکڑنے کا اندیشہ ہے، یا مرض میں سخت سردی سے جنابت کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے نہانا اپنے آپ کو موت کے حوالے کرنا ہے۔ ان تمام خطرات کے پیشِ نظر اللہ تعالٰے نے اس امت پر آسانی کی ہے۔ کہ وضو کے بجائے پاک مٹی سے تیمّم کو کافی سمجھا گیا ہے۔ یہ محض آسانی اور انسانی حاجات کا لحاظ رکھتے ہوئے اور نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر یہ اہتمام کیا گیا ہے۔ چنانچہ درج ذیل آیت میں اس آسانی کی وضاحت ہے:

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (المائدہ : ۷)

"ایمان والو! جب نماز پڑھنے کا ارادہ ہو، تو سب سے پہلے وضو کے لیے اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور چہرہ دھوو۔ سر کا مسح کریں۔ اور پھر اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوئیں۔ اگر جنابت کی وجہ سے غسل کی حاجت ہو، تو نہا لیں۔ اگر آپ بیمار یا مسافر ہیں، یا قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے ہیں، یا اپنی بیوی سے جماع کیا ہے اور پانی نہیں مل رہا۔ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ جس کی صورت یہ ہوگی۔ کہ صرف چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر لو۔ اللہ تعالٰی تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ وہ آسانی اور آرام دینے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ تم پاک اور صاف ستھرے رہو۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتا ہے، کہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کر دے۔ تاکہ شکر گذار بن جاؤ۔"

تیمم لغت کے اعتبار سے قصد اور ارادہ کو کہتے ہیں۔ اور "صعید" لغت میں مٹی اور سطح زمین کو کہتے ہیں۔ تیمم مٹی سے طہارت حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ مٹی مسلمان کے لئے طہارت کا کام دیتی ہے

بشرطیکہ پانی نہ مل سکے۔ تیمم سے مراد اپنے چہرے اور ہاتھوں کو خاک آلود نہیں کرنا بلکہ بوقت تیمم اگر گرد و غبار بھی ہاتھوں کو لگ جائے، تو اسے پھونک سے اڑا کر تیمم کیا جائے۔ تیمم سے مراد ایسا کام کرنا ہے، جو وضو اور غسل کا بدل ہو سکے۔ تاکہ وقت کی موجودگی میں نماز ضائع نہ ہو۔ اگر معمولی سی بھی کوتاہی ہو گئی تو سستی کی عادت پڑ جانے کا خطرہ ہے۔

اس کے علاوہ نماز کی اہمیت اور عظمت بیان کرنا مقصود ہے یعنی نماز ہر حالت میں فرض اور اس کے قیام کا اہتمام ضروری ہے اگرچہ پانی نہ ہو، یا فراش مرض پر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی دل کا مریض یہ کہے، کہ مٹی کا استعمال طبیعت پر ناگوار اثر چھوڑتا ہے، اور دل پر شاق گذرتا ہے۔ بلکہ قوانین صحت کے بھی خلاف ہے۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ اس کا استعمال بھی چہرے کے لیئے، جس میں آنکھیں بھی شامل ہیں۔ ایسے معاملات عقلاً صحیح نہیں ہونے چاہئیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اسلام نے مٹی کے استعمال پر پاکیزہ اور صاف ہونے کی شرط لگائی ہے۔ اس قسم کی مٹی اگر آنکھ میں پڑ بھی جائے تو نقصان دہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بحالت تیمم مٹی کا آنکھ میں پڑنے کا اندیشہ محض ایک مفروضہ ہے۔ آپ دیکھتے ہیں، آندھی چلتے وقت مختلف قسم کی گندی مٹی آنکھوں میں پڑ جاتی ہے۔ اس سے تو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ پھر شریعت نے ہر وقت اس کا استعمال جائز نہیں رکھا۔ بلکہ ضرورت کے وقت تیمم کو مباح قرار دیا ہے۔ اس سے ایماندار لوگ تو خوشی محسوس کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے ہم پر آسانی فرمائی ہے۔ اور بوقت تیمم مٹی کے استعمال کو اس

امت کی خصوصیت اور طرۂ امتیاز قرار دیا ہے۔ :

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (مائدہ : ۷)

" اللہ تعالیٰ تم پر تنگی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ اس کی منشا یہ ہے، کہ تم ہمیشہ صاف ستھرے اور پاک رہو۔ اور تم پر اپنی تمام نعمتیں پوری کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ تم سپاس گذار بندے بن جاؤ "

تیمم کا طریقہ

جب پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم ضروری ہو گیا۔ تو پاک مٹی تلاش کی جائے۔ (ریت اور شوریلی زمین کا بھی اسی حکم میں ہے) پہلے دل سے تیمم کی نیت کی جائے بعد میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ماریں۔ بعد ازاں پھونک کر دونوں ہاتھوں سے چہرے اور ہتھیلی کی پشت کا مسح کریں اس کے بعد آپ نماز پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ گویا کہ آپ بحالتِ وضو ہیں۔

اسی طرح آپ جنبی ہیں اور پانی دستیاب نہیں ہو سکا۔ جب بھی مذکورہ طریقہ سے تیمم کریں۔ یہ غسل اور وضو کے لئے کافی ہو گا۔ لیکن اس وقت "رفع جنابت" کی نیت کرنا ہو گی۔ اور اسی طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر تیمم کریں۔

تیمم کا حکم وضو سے مختلف نہیں۔ البتہ پانی مل جانے سے تیمم ختم ہو جائے گا۔ ایک ہی تیمم سے کئی فرائض اور نوافل ادا کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن پانی ملنے یا تیمم کے ٹوٹ جانے پر تجدید ضروری ہے۔

تیمم کرتے وقت چہرے اور ہاتھوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دو مرتبہ زمین پر

ہاتھ مارنا بھی درست ہے۔ جیسا کہ بعض آئمہ کرام کا مذہب ہے۔

نجاسات کو دور کرنا

نماز میں داخل ہونے سے پہلے ضروری ہے کہ نمازی کا لباس، جسم اور جس جگہ نماز پڑھنا چاہتا ہے، پاک ہو۔ جب یہ نجاست سے ملوث ہو جائیں تو پانی سے نجاست کو دور کر کے اس کے اثر کو زائل کرے۔ وہ گندگی جس کا ازالہ ضروری ہے، وہ پیشاب، پاخانہ، کتے اور خنزیر کا لعاب، دم، خون، پیپ اور منی وغیرہ ہیں۔ (البتہ خشک منی کو کھرچا بھی جا سکتا ہے) عورت کی مدت حیض و نفاس ختم ہونے کے بعد اس پر ضروری ہے کہ خون کے اثرات دور کرنے کے لئے نہائے۔ حیض کی مدت میں عورت پر نماز فرض نہیں۔ اور نہ ہی بعد میں اس کی قضا لازم ہے۔ البتہ روزے کی قضا لازم ہے۔ اس طرح نفاس والی عورتوں پر بھی نماز واجب نہیں۔ اگرچہ یہ مدت چالیس دنوں سے بھی تجاوز کر جائے۔ لیکن روزے کی ادائیگی ضروری ہے بحالت حیض یا نفاس عورت کے قریب بغرض جماع جانا حرام ہے۔ کیونکہ یہ دونوں کے لئے ضرر رساں اور تکلیف دہ ہے۔ موجودہ قوانین صحت نے بھی اسلام کے اس مؤقف کی تائید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا
النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ
فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝

(البقرہ : ۲۲۲)

" آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ حیض ایک ناپاک اور تکلیف دہ چیز ہے۔ ان دنوں عورتوں سے ہمبستری نہ کی جائے۔ جب پاک ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ غسل کر لینے کے بعد تمہیں اجازت ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جس طرف سے اللہ نے اجازت دی ہے، وہی استعمال کرو۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

اوقاتِ نماز

مسلمان کے لئے قبل از وقت فرض نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ جو اوقات شریعت اسلامیہ نے مقرر کر رکھے ہیں ان کی پابندی نہایت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۝

" بلاشبہ نماز مسلمانوں پر بروقت ادا کرنا فرض ہے "!

وقت کا داخل ہونا شروطِ نماز سے ایک بنیادی شرط ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

۱۔ فجر کی نماز کا وقت

صبح صادق کے ظہور سے لے کر طلوعِ آفتاب تک۔

مَن ادرك ركعة من صلوٰة الصبح قبل ان تطلع

الشمس فقد ادرك الصبح

"جس نے سورج طلوع سے پہلے ایک رکعت پڑھ لی۔ اس نے گویا صبح کی نماز کو پا لیا"

سونے والا جب بیدار ہوا، نماز کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ اب اس کے لیئے ضروری ہے، کہ مزید دیر نہ کرے۔ بلکہ بیدار ہوتے ہی وضو کر کے نماز ادا کرے۔ سونے والے کے لیئے یہی وقت ہے۔ البتہ قصداً ایسا نہ کرے اور نہ ہی سُستی کو اپنا معمول بنائے۔ ایسا کرنے والا سراسر نقصان اور خسارے میں ہے۔

۲۔ ظہر کا وقت

جب سورج ڈھل جائے۔ قریباً بارہ بجے کا وقت ہوتا ہے۔ موسم کے اعتبار سے کم و بیش بھی ہوتا رہتا ہے۔ یہ ٹائم ہمارے ملک (سعودی عرب) کے لیئے ہے۔ دوسرے اسلامی ممالک کے لیئے کم و بیش بھی ہو سکتا ہے۔ جب ہر چیز کا سایہ برابر ہو جائے ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ عصر کا وقت

(اصلی سایہ نکال کر) جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ آپ اپنے ہاتھ سے (پیمانہ) کو دھوپ میں سیدھا کھڑا کریں۔ جب اس کا سایہ اس کی لمبائی سے چند سنٹی میٹر (S.M) زائد ہو جائے، تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ جو غروب آفتاب تک رہتا ہے:

وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرِبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ ط

"جس نے غروبِ آفتاب سے قبل عصر کی ایک رکعت پڑھ لی، اس نے گویا نمازِ عصر کو پا لیا۔"

البتہ نمازِ عصر کو اس قدر مؤخر نہ کیا جائے۔ کہ سورج کی دھوپ زرد ہو جائے۔ حدیث شریف میں نمازِ عصر کی ایک خصوصی حیثیت ہے۔ اس کے فوت ہو جانے سے تمام اعمال اکارت جاتے ہیں۔ نمازِ عصر ہی صلوٰۃ الوسطیٰ ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ط البقرہ : ۲۳۸

• تمام نمازوں کی بالعموم اور نمازِ عصر کی بالخصوص حفاظت کرو۔ اور اللہ کے سامنے با ادب ہو کر کھڑے رہو۔

۴۔ مغرب کا وقت

غروبِ آفتاب سے شفق احمر کے غائب ہونے تک ہے۔

شفق احمر — غروبِ آفتاب کے وقت آسمان کے کناروں پر ایک قسم کی سرخی کا نام ہے۔ مغرب کا وقت چونکہ نہایت ہی مختصر ہوتا ہے بنا بریں اس کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ جس قدر ہو سکے جلدی ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔

۵۔ نمازِ عشاء کا وقت

شفق احمر یعنی سرخی کے غائب سے طلوعِ فجر تک ہے۔:

، مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعِشَاءِ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعِشَآءَ

"جس نے طلوعِ فجر سے پہلے عشا کی ایک رکعت پڑھ لی۔ اس نے عشا کی نماز کو پا لیا"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشا سے پہلے سونے اور بعد میں باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ البتہ علمی محفل اور مہمان کے ساتھ مزاج پرسی کی اجازت ہے۔ اگر نماز عشا میں ایک تہائی رات تک کی تاخیر کی جائے، تو افضل ہے۔ ہاں اگر نماز کے فوت ہونے یا جماعت کے ساتھ نہ ملنے کا خطرہ ہو، تو پہلے وقت میں ادا کی جا سکتی ہے۔

دینِ اسلام نے نماز کے اوقات کچھ اس طرح متعین کئے ہیں، کہ موسم کی تبدیلی ان پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ بطورِ تجربہ اذان کے وقت ٹائم ملا کر گرمی اور سردی میں اس کا ملاحظہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ: جب جماعت کے لئے اقامت ہو جائے، دوسری جانب عشاء (رات کا کھانا) سامنے آ جائے، تو پہلے کھانے سے فارغ ہوں۔ بعد میں تسلی سے نماز ادا کریں۔ اسی طرح اگر بول و براز کی حاجت ہو، تو نماز سے پہلے فارغ ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مروی ہے۔ نیز نماز خشوع و خضوع کا نام ہے اور ایسے امور تب ہی حاصل ہو سکتے ہیں، جب انسان ان تمام چیزوں سے فارغ ہو۔ تاکہ یکجہتی اور سکون سے راز و نیاز کی باتیں کی جا سکیں:

اذان

خصوصی الفاظ کے ساتھ نماز کے وقت کا اعلان اذان کہلاتا ہے۔ مسلمانوں کو نماز کی طرف آنے کی دعوت سے بھی اسے تعبیر کیا جا سکتا ہے تاکہ اس پر لبیک کہہ کر دنیوی اور اخروی کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔ اذان ایک عبادت بھی ہے۔ جو نماز سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔ یہ اسلام کے بہت بڑے شعائر اور دین کے مشہور معالم سے ہے۔ جس کا آغاز ہجرت کے پہلے سال ہی ہوا۔ پھر اس پر ایسی مواظبت کی گئی۔ کہ سفر و حضر، رات اور دن، الغرض کسی وقت بھی انقطاع واقع نہیں ہوا۔ اور نہ آپؐ نے اسے ترک کرنے پر رخصت دی۔ آپؐ کی وفات تک مسلسل جاری رہی۔ صحابہ کرامؓ نے بھی اس کے دوام کو برقرار رکھا۔ اب یہ ایک واجب کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ بہت سی احادیث میں اس کے متعلق حکماً کہا گیا ہے۔

اذان کا طریقہ

صحیح احادیث کی رُو سے اس کا طریقہ حسب ذیل ہے:-

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (چار مرتبہ)

اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (دو مرتبہ)

میں اقرار کرتا ہوں، کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں:

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ (دو مرتبہ)

"میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں"

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ — حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ

"نماز کی طرف آؤ" — "نماز کی طرف آؤ"

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ — حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (دو مرتبہ)

"نجات کی طرف آؤ" — "نجات کی طرف آؤ"

اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ (دو مرتبہ)

"اللہ بہت بڑا ہے" "اللہ بہت بڑا ہے"

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ایک مرتبہ

"اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں"

صبح کے وقت حی علی الفلاح کے بعد اور آخری اللہ اکبر اللہ اکبر سے پہلے

اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (دو مرتبہ)

"نماز نیند سے بہت اچھی ہے"

کا اضافہ کرے۔ اس کے بعد اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہ کہہ کر اذان ختم کرے۔

جب اذان کے کلمات فضائیں گونج رہے ہوتے ہیں، اس وقت ان کلمات کی عظمت اور مؤذن (جو فلاح وبہبود کی صدا لگا رہا ہے) کی منزلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ذات کبریائی کے علاوہ ہر چھوٹا بڑا حقیر اور لاشئ ہے۔ جب کائنات میں کسی بڑی ہستی کا تصور آئے گا۔ تو وہ اللہ کی ذات ہے (اللہ اکبر۔ اللہ اکبر)

مؤذن کی صدائے دلنواز کو نہایت ہی سکون و اطمینان اور دلچسپی سے سُنا جائے۔ دل کی گہرائیوں اور ہر رگ و پے سے اذان کا جواب دیا جائے یعنی مؤذن کے کلمات کو دہرایا جائے۔ لیکن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الفَلَاح کے وقت یہ کلمات کہیں

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ ہر بار

"جب تک اللہ کی توفیق شاملِ حال نہ ہو۔ گناہوں سے اجتناب اور نیکی کی طرف میلان نہیں ہو سکتا۔"

اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مروی ہے:

اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَقَالَ اَحَدُکُمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ (قَالَ) اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (قَالَ) اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ (قَالَ) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح (قَالَ) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ثُمَّ قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ (قَالَ) اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ (قَالَ) لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ قَلْبِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

"جو مؤذن کی اذان کا جواب صدقِ قلب سے دیتا ہے جنت میں داخل ہو گا۔"

اذان کا جواب دینے کے بعد حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھا جائے۔ پھر آپ کے لئے "مقام وسیلہ" مانگا جائے۔ جیسا کہ دعا ماثورہ میں آیا ہے۔ اس مقام پر پیغمبر علیہ السلام کی تواضع و انکساری کا پتہ چلتا ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کے جملہ گناہ معاف ہیں۔ اپنی امت کو درود پڑھنے اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں اپنے لئے وسیلہ مانگنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ ہر اذان کے بعد ہوتا ہے۔ کہ لوگ صرف اور صرف اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ اور انہیں معلوم ہو کہ کائنات کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ وہ جو چاہے کرے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ اگر کسی انسان کو اللہ تعالےٰ اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمادیں۔ آخر کار اللہ کے بندے اس کی رحمت کے محتاج ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ـــ کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے :

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْا أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ

(رواہ مسلم)

"جب اذان سنو تو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ اسی طرح کہو۔ اور مجھ پر درود پڑھو۔ جب (کوئی) ایک مرتبہ (درود) پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ اس پر دس نعمتیں نازل کرتے ہیں۔ پھر میرے لئے اللہ

تعالیٰ سے مقام وسیلہ مانگو، جو جنت میں بہت بڑا مرتبہ اور عظیم مقام ہے۔ اللہ کے کسی بندے کو اس پر فائز کیا جائے گا۔ مجھے امید ہے۔ کہ میں ہی اس کا مستحق ہوں۔ جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا، قیامت کے دن میں اس کیلئے سفارش کرونگا"

اذان کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق اذان کے بعد درج ذیل دعا پڑھی جائے

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ

"اے اللہ! اے اس بھرپور اور پرزور آواز کے مالک!

وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ

اے عنقریب کھڑی ہونے والی نماز کے مالک! ہمارے پیغمبر حضرت

وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ وسیلہ اور عظمت عطا کر اور اسے

الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ

حسب وعدہ مقامِ محمود پر فائز کر"

اس کے بعد یہ الفاظ بھی مروی ہیں :-

وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ط

"اور ہمیں ان کی شفاعت نصیب فرما۔ کیونکہ تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا"

اقامت

جب مؤذن اذان سے فارغ ہو جائے، تو سنت طریقے کے مطابق نماز اور اذان کے درمیان کم از کم اتنا وقفہ ہو۔ کہ انسان نماز کی تیاری کر سکے۔ قضا حاجت وغیرہ سے فارغ ہو سکے۔ اور یہ بھی سنت ہے۔ کہ جو اذان کہے، نماز کے لئے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔

جب ادائیگی نماز کی تمام شروط پوری ہو جائیں، تو قبلہ رخ کھڑے ہو کر نماز کے لئے اقامت کی جائے۔

طریقہ اقامت

اس کے دو طریقے ہیں۔ اور دونوں ہی اپنے اپنے مقام پر درست اور ثابت ہیں :-

پہلا طریقہ :- پہلی اور آخری تکبیر اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ دو دو مرتبہ اور باقی تمام کلمات ایک ایک مرتبہ کہے جائیں۔ اس طرح ان کلمات کی کل تعداد گیارہ ہوگی۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ　　اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے　　اللہ بہت بڑا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

"میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں"

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

"میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں!"

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ	حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
نماز کی طرف آؤ	نجات کی طرف آؤ
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ
بیشک نماز کھڑی ہو گئی	بلاشبہ نماز قائم ہو گئی
اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اللہ بہت بڑا ہے	اللہ بہت بڑا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں"

دوسرا طریقہ :-

پہلی تکبیر چار مرتبہ۔ باقی کلمات دو دو مرتبہ کہے جائیں۔ اس طرح کلمات کی تعداد سترہ ہو گی۔ جس کی صورت حسب ذیل ہے :

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں اقرار کرتا ہوں، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ	حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
نماز کی طرف آؤ	نماز کی طرف آؤ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
نجات کی طرف آؤ	نجات کی طرف آؤ
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ
بیشک نماز کھڑی ہوگئی	بلاشبہ نماز قائم ہوگئی

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں

فوائد :

۱۔ مسنون طریقہ یہ ہے۔ کہ اذان ٹھہر ٹھہر کر کلمات کو واضح کر کے کہی جائے۔ اور اقامت کہنے میں ذرا جلدی کرے۔ اور اثنائے اقامت کسی سے گفتگو نہ کرے۔

۲۔ قبلہ رو بآواز بلند اذان کہی جائے۔ اگرچہ جنگل میں اکیلا ہو

۳۔ اگر نیند یا بھول کی وجہ سے نماز باجماعت ادا نہ کر سکے، تو ضروری ہے، کہ ادائیگی کے وقت اکیلا اذان اور اقامت کہے۔ اگر متعدد نمازیں رہ گئی ہوں، تو ہر نماز کی اقامت علیحدہ علیحدہ کہے۔ البتہ اذان ایک ہی کافی ہے۔

۴۔ عورتوں کے لئے اذان اور اقامت ضروری نہیں۔ اگر کہتی ہیں تو کوئی مضائقہ بھی نہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ سے مروی ہے، کہ ان کے لئے دونوں امر جائز ہیں : اِنْ فَعَلْنَ فَلَا بَاْسَ وَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْنَ فَجَائِزٌ"

(اگر کریں تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر نہ بھی کریں تو بھی جائز ہے)
حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق احادیث میں مروی ہے کہ وہ اذان اور اقامت کہتی تھیں۔ اور خود ہی عورتوں کے درمیان کھڑی ہو کر امامت کے فرائض انجام دیتی تھیں۔

۵۔ جو اقامت کے الفاظ سن رہا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اقامت کہنے والے کے ساتھ ساتھ کلمات دہراتا جائے۔ جس طرح اذان کا جواب دیا جاتا ہے۔ لیکن حیَّ علی الصّلوٰۃ اور حیَّ علی الفلاح کے وقت لَاحول و لا قوّۃ الّا باللہ اور قد قامت الصّلوٰۃ کے وقت اَقامہا اللہ وَاَدامہا کہے۔

قبلہ رُو ہونا

دینِ اسلام وحدت اور توحید کا علمبردار ہے۔ اللہ تعالےٰ ایک۔ اس امت کا رسول ایک۔ کتاب ایک اور قبلہ بھی ایک ہے۔ عالمِ رنگ و بُو میں بسنے والے تمام مسلمان بصد شوق و محبت بیت اللہ المکرم کو دیکھنے کے لئے کھنچے چلے آتے ہیں۔ یہ اتحاد و اتفاق اور وحدت و یگانگت کی زبردست دلیل ہے۔ بنا بریں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے، بحالتِ نماز بھی قبلہ رُو ہوا کریں۔ جو کہ مکہ مکرمہ میں انوار و تجلیات کا مرکز ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ط (البقرہ: ۱۵۰)

"آپ اپنے چہرۂ انور کو مسجد حرام کی طرف کر لیجیے۔ اور مسلمان بھی

نماز کے وقت مسجد الحرام کی طرف منہ کر لیا کریں"!

جو آدمی کعبہ کو دیکھ رہا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ بحالت نماز سیدھا قبلہ رُو ہو۔ اور مشاھدہ نہ کرنے والوں کے لئے صرف جہت قبلہ شرط ہے۔ کیونکہ عین اسی طرف منہ کرنا ممکن ہی نہیں۔ شریعت اسلامیہ میں "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" یعنی انسان کو اس کی ہمت کے مطابق تکلیف دی جاتی ہے۔

ہمارے اسلاف نے ہر شہر میں مسجدوں کے محراب بنا کر قبلہ کی جہت کو متعین کر دیا ہے۔ اپنے گھروں میں مساجد کے اعتبار سے قبلہ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ "آلہ قبلہ نما" بھی اس سلسلہ میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اور رات کے وقت قطبی ستارے سے بھی مدد لی جا سکتی ہے

اگر آپ عراق الموصل کے شمال میں یا اس کے آس پاس رہنے والے ہیں۔ تو جہت قبلہ کے تعین کے لئے قطبی ستارہ کو اپنے پیچھے کریں۔ عین جنوب کی طرف قبلہ ہوگا۔ اگر آپ بغداد یا اس کے اردگرد رہنے والے ہیں۔ تو ستارے کو اپنے دائیں کان کی طرف کریں۔ اس طرح قبلہ جنوب مغرب کی طرف واقع ہوگا۔ بصرہ میں اسی طرح ہے۔ لیکن وہاں غربی جانب کچھ زیادہ میلان ہے۔

قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں

بادل آندھی یا اندھیرے کی وجہ سے جہت قبلہ کا پتہ نہ چل سکے تو کسی واقف تجربہ کار سے پوچھ لینا چاہیئے۔ اگر کوئی بتانے والا نہ مل سکے تو

خود کوشش کر کے جہت کا تعین کرے اور نماز پڑھ لے۔ اس کی نماز صحیح ہے۔ اگر نماز کے بعد اسے معلوم ہو گیا، کہ میں نے غلط سمت اختیار کی تھی، تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں۔ اگر نماز کے دوران ہی غلطی کا احساس ہو جائے اور صحیح سمت معلوم ہو گئی، تو اپنا رخ نماز میں ہی ادھر کرے۔ ایسا کرنے سے اس کی نماز میں خلل یا نقص نہیں آئے گا۔ اسی طرح آپ نے اپنی کوشش کے مطابق قبلہ کی سمت کا تعین کر کے نماز شروع کر دی۔ بعد میں کسی آدمی نے آپ کو صحیح سمت کی طرف رخ کرنے کو کہا۔ تو نماز کے دوران قبلہ رُو ہونے سے نماز منقطع نہیں ہو گی۔ اور قدرے حرکت کرنا نماز میں خرابی کا باعث نہیں بن سکتا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءَ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

"مسجد قبا میں لوگ نماز صبح پڑھ رہے تھے۔ کہ کسی نے خبر دی۔ کہ حضور علیہ السلام کو آج رات کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تمھیں بھی بیت اللہ کی طرف پھر جانا چاہیئے۔ وہ پہلے شام کی طرف (بیت المقدس) منہ کئے ہوئے تھے۔ حکم سنتے ہی بیت اللہ کی طرف منہ کر لیا"!

اگر عرصہ دراز تک اس کے لئے قبلہ مخفی رہا یا صحیح سمت کا تعین نہ کر سکا۔ اسے چاہیئے۔ کہ اپنی بساط کے مطابق تعیین قبلہ کے لئے کوشش کرکے نماز پڑھ لے۔ اگر بعد میں اس کے اجتہاد سے تبدیلی رونما ہوگئی، تو پہلی سمت کو ترک کر کے دوسری جانب منہ کر کے نماز پڑھتا رہے۔ اس طرح بھی پہلی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں۔

نماز کے وقت قبلہ رُو ہونا ضروری ہے۔ بعض مجبوریوں کے پیشِ نظر مخصوص حالات میں دوسری جانب بھی منہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں

۱۔ دشمن کا خوف۔ مجبور یا مریض۔ جب یہ لوگ قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکتے ہوں، تو انہیں اجازت ہے، کہ قبلہ کے علاوہ دوسری جانب منہ کر کے نماز ادا کر لیں۔ کیونکہ دین آسان ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ

"جب تمھیں کسی چیز کا حکم دیا جائے تو حسبِ طاقت اسے بجا لاؤ"!

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :-

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا بقرہ ۲۳۹

"اگر کسی قسم کا خطرہ ہو، چلتے پھرتے یا سواری کی حالت ہی میں نماز ادا کر لو"!

اس آیت کے متعلق حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةَ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا (رواہ البخاری)

"یعنی ایسی صورت میں قبلہ کی طرف منہ ہو یا کسی دوسری جانب دونوں طرح جائز ہے"!

۲ - سوار کے لئے اجازت ہے، کہ سواری پر صرف نفلی نماز ادا کرتے وقت رکوع اور سجدہ اشارے سے ادا کرے۔ البتہ سجدہ کے لئے کچھ زیادہ جھکے۔ اس کا قبلہ یہی ہے، جدھر سواری کا منہ ہے۔ اسی طرح کشتی ہوائی جہاز، ریل گاڑی میں نماز پڑھنے والے کا حکم ہے۔ پہلے وہ قبلہ رو ہو کر نماز شروع کر دے۔ پھر اپنی نماز جاری رکھے۔ اگرچہ رخ تبدیل ہو جائے۔ مسند امام احمد، ترمذی اور مسلم وغیرہ میں یہ حدیث آئی ہے کہ :-

انّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم کان یصلّی علیٰ راحلتہٖ وھو مقبلٌ من مکّۃ الی المدینۃ حیثما توجّھت بہ

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ آتے وقت سواری پر نماز پڑھتے تھے۔ سواری کا منہ (خواہ) کسی جانب ہو جائے آپ نماز جاری رکھتے"

اس کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے :

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ : ۱۱۶)

"اللہ کی ذات ہر طرف ہے، خوف کی حالت میں جدھر مرضی منہ کر کے نماز پڑھ لو"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نوافل میں اسے روا سمجھتے تھے۔ فرض نماز میں ایسا کرنا ثابت نہیں ہے۔

نماز کا طریقہ

سابقہ اوراق میں نماز سے پہلے ضروری اشیار کا ذکر کر آئے ہیں۔ جو حضور علیہ السلام سے تواتر کے ساتھ ثابت اور امت کو توارثاً ملی ہیں اب ہم نماز کا طریقہ بیان کرتے ہیں :-

طہارۃ، ستر پوشی اور دخول وقت جیسی شرائط پوری کرنے کے بعد کھڑے ہو کر بصدقِ قلب قبلہ رو ہوں۔ اور اللہ کے لئے نماز پڑھنے کی دل میں نیت کریں۔

یاد رکھیں، کہ آپ اب بارگاہ ایزدی میں کھڑے ہیں۔ اللہ کے ماسوا ہر قسم کے خیالات و تصورات سے اپنے دل کو خالی کر دیں۔ یہ تصور کر کے کہ میں زمین و آسمان کے مالک کے سامنے پیش ہو رہا ہوں۔ نہایت ہی عاجزی اور انکساری کا اظہار کریں۔ اور مالک الملک کی جلالت و ہیبت کو دل میں رکھتے ہوئے آپ پر خشیت الٰہی طاری ہو جانا چاہیئے۔

اس کے بعد درج ذیل امور سر انجام دیں :-

۱۔ نماز کا آغاز تکبیر یعنی اللہ اکبر سے کیا جائے۔ اور تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے جائیں۔ اس کا نام تکبیر تحریمہ ہے

۲۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ سینے پہ اس طرح رکھیں، کہ آپ کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ہو۔

۳۔ اس کے بعد قرأۃ سے پہلے دعائے استفتاح پڑھیں۔ احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی ایک دعائیں وارد ہیں۔ ان میں

سے کسی ایک کا انتخاب کر لیں۔ درجِ ذیل تین دعائیں جو حضور علیہ السلام سے ثابت ہیں۔ دی جا رہی ہیں۔ آپ انہیں نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ کسی ایک کو یاد کر لیں۔ اور فرائض نوافل شروع کرتے وقت اسے پڑھ لیا کریں :-

پہلی دُعا :-

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ (رواہ مسلم)

"اے اللہ تسبیح کے ساتھ ہم تجھے یاد کرتے ہیں۔ اور تعریف کے ساتھ تیرا ذکر کرتے ہیں۔ تیرا نام بہت برکت والا ہے تیری شان بہت بلند ہے۔ اور تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

دوسری دُعا :-

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَايَایَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (رواہ بخاری و مسلم)

"اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان مشرق سے مغرب جتنی دوری ڈال دے۔ اے اللہ! سفید کپڑے کی طرح مجھے گناہوں کی میل کچیل سے پاک کر دے۔ اے اللہ! میرے گناہ پانی، برف اور اولے کے ساتھ دھو دے۔"

تیسری دُعا :-

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفاً مُّسْلِماً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ط

"میں نے اپنا منہ اس ذات کے سامنے کیا، جس نے زمین و آسمان بنائے۔ میں یکسُو ہو کر اس کی عبادت کرنے والا مسلمان ہوں اور مشرکوں سے نہیں ہوں۔ میری نماز، میری قربانی، اور میرا مرنا جینا تمام اللہ کے لئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں تعمیل حکم کرنے والا ہوں"

نماز تہجد میں اس کے ساتھ درج ذیل الفاظ کا اضافہ کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَايَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّآ اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّآ اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ وَاَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ وَتَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

(رواہ الامام احمد و مسلم)

"اے اللہ! تو بادشاہ ہے۔ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اے میرے آقا! میں تیرا غلام ہوں۔ اور اپنے آپ پر زیادتی کر بیٹھا ہوں۔ اب میں اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا ہوں۔ میرے مالک! میرے تمام گناہ معاف کر دے۔ تیرے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں۔ میری نیک عادات کی طرف راہنمائی کر۔ تیرے علاوہ اور کوئی راہ بتانے والا نہیں ہے۔ اور بری خصلتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ تیرے علاوہ مجھے اور کوئی بچانے والا نہیں۔ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں۔ اور ہر دفعہ آپ کا حکم بجا لاتا ہوں۔ ہر قسم کی بھلائی تیرے پاس ہے۔ برائی کی نسبت تیری طرف نہیں کرتا۔ اور میں تیری مدد سے زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اور مجھے تیری طرف ہی واپس آنا ہے۔ تو پاک اور بلند ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ اور توبہ کرتا ہوں۔"

۴۔ دعائے استفتاح سے فارغ ہو کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھیں۔ یاد رہے کہ یہ صرف پہلی رکعت میں پڑھا جائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہر رکعت میں پڑھی جائے۔

۵۔ اس کے بعد سورۃ الفاتحہ کو یوں طور پڑھا جائے، اور اس کے معانی پر خوب غور و فکر اور سوچ و بچار کی جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ	تمام تعریفیں جہانوں کے پروردگار کے لئے ہیں۔ جو بخشنے والا مہربان ہے۔ یوم جزا کا مالک ہے۔

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○	اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ جن پر تو نے انعام کیا ہے، ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے جن سے تو ناراض ہے یا جو گمراہ ہیں، ان سے بچنے کی توفیق عطا فرما

ولا الضآلین کے بعد آمین کہنا مسنون ہے۔ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا نماز پڑھ رہا ہو، تمام اس حکم میں برابر ہیں۔ جہری نماز میں باآواز اور سری نماز میں آہستہ کہی جائے۔ ہمارے اسلاف اس قدر بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ کہ مسجدیں گونج اٹھتی تھیں۔ "آمین" ایک دعائیہ کلمہ ہے۔ جس کا معنی "اے اللہ قبول فرما" ہے۔

۶۔ سورۃ الفاتحہ کے بعد کوئی چھوٹی سی سورت مثلاً والعصر یا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وغیرہ پڑھ لی جائے۔ یا قرآن پاک کی اور کوئی تین چار آیات کی تلاوت کر لی جائے۔

نماز صبح دو رکعت. نماز جمعہ کی دو رکعت. نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب اور نماز عشاء کی پہلی دو رکعت میں فاتحہ کے بعد اس قدر قراءت پڑھنا مسنون ہے۔ اسی طرح نوافل میں بھی پڑھی جائے۔

۷۔ سورہ الفاتحہ اور قراءت مسنونہ کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کرے۔ رکوع کرتے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانے

مستحب ہیں۔ رکوع میں ضروری ہے، کہ اس قدر جھکا جائے، کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک مل جائیں۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ عجز و نیاز کے اظہار کے لئے سر جھک جائے۔ اور گھٹنوں پر دونوں ہاتھ اس طرح رکھیں، کہ پہلوؤں سے دور رہیں۔ اور کھلی ہوئی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑا جائے۔ اپنی پشت کو بالکل برابر کر کے درج ذیل تسبیح کم از کم تین بار پڑھیں۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ

"میں اپنے عظمت والے پروردگار کی تسبیح بیان کرتا ہوں"!

۸ - پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا پسندیدہ فعل ہے۔ امام، مقتدی یا منفرد جو بھی ہو، رکوع سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھے :- "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ"

"جو اللہ کی تعریف کرتا ہے، اللہ اس کی ضرور سنتا ہے"!

لہ رفع الیدین چار وقت کرنا مستحب ہے (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع جاتے وقت (۳) رکوع سے اٹھتے وقت (۴) تیسری رکعت سے اٹھتے وقت۔ امام بیہقیؒ حاکم سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لَا نَعْلَمُ سُنَّةً اِتَّفَقَ عَلٰى رِوَايَتِهَا الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ ثُمَّ الْعَشَرَةُ الْمَشْهُوْدُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ اَصْحَابِهٖ مَعَ تَفَرُّقِهِمْ فِي الْبِلَادِ الشَّاسِعَةِ غَيْرَ هٰذِهِ السُّنَّةِ۔ "رفع الیدین کی سنت کے علاوہ اور کوئی ایسی سنت نہیں، جس پر خلفاء اربعہ، عشرہ مبشرہ اور دیگر اصحاب رسولؐ کا (اب سے) اتفاق ہو"!

جب بالکل سیدھا ہو جائے، تو کہے

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

"اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں"

رکوع سے اٹھتے وقت اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے کم از کم مذکورہ کلمات ضرور کہنے چاہئیں۔ البتہ ان کے علاوہ جو زائد کلمات حدیث میں آئے ہیں۔ ان کا کہنا بھی مستحب ہے۔ وہ یہ ہیں:

(۱) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا

جو اللہ کی حمد بیان کرتا ہے۔ وہ اس کی سنتا ہے۔ اے اللہ! ہر قسم

كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ

کی پاکیزہ اور بابرکت تعریف تیرے ہی لئے ہے"

(۲) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

حمد بیان کرنے والے کی اللہ تعالےٰ ضرور سنتا ہے۔ اے اللہ!

مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءُ

تیرے لئے اس قدر حمد و ثنا ہے جس سے زمین و آسمان کے خلا بے

مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُهُ

مل جائیں۔ اور اسکے بعد جس قدر تو چاہے، اتنی ہی تعریف ہو۔"

۹۔ رکوع سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کے لئے زمین کی طرف جھکنا چاہیئے۔ اور ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد ہاتھ، پھر پیشانی اور ناک، ہاتھوں کے پھیلانے کے بعد ہتھیلیاں زمین پر رکھی جائیں۔ پیشانی ہتھیلیوں کے درمیان ہو۔ انگلیاں طبعی طور پر ملی ہوئی ہوں۔ پھیلا کر نہ رکھی جائیں۔ سجدہ کی حالت میں پاؤں کی

انگلیاں قبلہ رُو ہوں۔ اور پاؤں زمین سے اوپر نہ اٹھائیں۔ بلکہ انہیں زمین پر گاڑ دیا جائے۔ سجدہ کے وقت پاؤں کی پشت زمین سے نہ ملائی جائے۔ سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے رب کے بہت قریب ہوتا ہے۔ نہایت خشوع وخضوع، عاجزی و انکساری سے کم ازکم تین مرتبہ

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

"میں اپنے بلند پروردگار کی تسبیح بیان کرتا ہوں"

کہے۔ اس تعداد سے کم نہ ہو۔ بلکہ جب آپ اکیلے ہوں۔ تو دس مرتبہ کہنا مستحب ہے۔ بلکہ صرف ان تسبیحات پر ہی اکتفا نہ کرے، بلکہ بحالت سجدہ اللہ تعالےٰ سے جو چاہے مانگے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے:

اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاكْثِرُوْا فِيْهِ الدُّعَاءَ

"سجدہ کی حالت میں انسان اپنے پروردگار سے بہت قریب ہوتا ہے۔ اس لئے بحالتِ سجدہ بکثرت دعا کی جائے۔"

سجدہ کی دعائیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام درج ذیل دعائیں عموماً پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَ بِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ فَصَوَّرَهٗ فَاَحْسَنَ صُوَرَهٗ	اے اللہ! میں نے تیرے لئے سجدہ کیا۔ تیرے ساتھ ایمان لایا۔ اور تیرا حکم بردار ہوا۔ میرا چہرہ اس ذات کے سامنے جھکا، جس نے

فشق سمعہ و بصرہ فتبارک اللہ احسن الخالقین
(رواہ احمد و مسلم)

سے پیدا کیا۔ اس کی خوبصورت شکل بنائی۔ کان اور آنکھیں پیدا کیں۔ اللہ تعالیٰ بہت برکت والا اور بہتر انداز میں پیدا کرنے والا ہے۔

●

۲۔ رب اعط نفسی تقوٰیھا و زکھا انت خیر من زکاھا انت ولیھا و مولاھا
(احمد)

اے اللہ! میرے نفس کو پرہیزگاری عطا کر اور اس کا تزکیہ فرما۔ تو ہی اسے پاک کر سکتا ہے۔ تو ہی اس کا مالک اور والی ہے۔

●

۳۔ اللھم اعوذ برضاک من سخطک و اعوذ بمعافاتک من عقوبتک و اعوذ بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک
(رواہ مسلم)

اے اللہ! میں تیرے غصے سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیری سزا سے تیری درگزر اور معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور تیرے عذاب سے تیری رحمت میں آنا چاہتا ہوں میں اقرار کرتا ہوں، کہ آپ کے حسب منشا حمد بیان نہیں کر سکا۔ جس طرح تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔

●

۴۔ اللھم اغفرلی خطیئتی

یا اللہ! میری خطاؤں کو معاف فرما۔

وَجَهْلِيْ وَ إِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جِدِّيْ وَخَطِيْئَتِيْ وَعَمَدِيْ وَ كُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَ أَخَّرْتُ وَ مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ	نادانی سے جو زیادتی کر بیٹھا ہوں اس سے بھی درگذر فرما۔ تو بہتر جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری دانستہ یا نادانستہ تمام غلطیوں کو معاف کر دے۔ میں ان کا اقرار کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے سابقہ اور آئندہ تمام گناہ معاف کر دے۔ جو میں نے علانیہ یا پوشیدہ خطائیں کی ہیں، انہیں بھی دھو ڈال۔ تو ہی میرا معبود ہے۔ اور تیرے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

یہ وہ چند دعائیں ہیں، جو محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں پڑھا کرتے تھے۔ مستحب یہ ہے کہ ان کو یاد کیا جائے۔ حضور کی اتباع اور اقتدار کرتے ہوئے سجدہ میں انہیں پڑھا جائے۔ ویسے جو بھی امور دنیاوی اور اخروی نجات کے لیئے جو چاہے مانگ سکتا ہے۔

۱۰۔ سجدہ میں اطمینان و سکون کے بعد نمازی اللہ اکبر" کہتا ہوا سر اٹھائے اور دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رو کرتے ہوئے زمین پر کھڑا کر دے، اور بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں۔ دایاں ہاتھ، دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اس طرح رکھے۔ کہ ان کی انگلیاں طبعی حالت میں گھٹنے کے قریب ہوں۔ اطمینان و تسلی سے درج ذیل دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ وَعَافِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاسْتُرْنِیْ	اے اللہ! مجھے معاف کر دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ درگذر کر، عافیت دے نقصان کو پورا کر۔ اور میری خطاؤں پر پردہ ڈال

دُعا سے فارغ ہونے کے بعد "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتا ہوا دوسرے سجدے کے لئے زمین کی طرف جھکے۔ طریقہ اور دعائیں وہی ہیں، جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

۱۱۔ دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر" اللہ اکبر کہتا ہوا اپنے سر کو اٹھائے۔ اس طرح آپ کی ایک رکعت مکمل ہو گئی۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

نوٹ :۔ اس رکعت کے ارکان و طریقہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔ کیونکہ یہی نماز ہے۔ آئندہ جملہ امور کی تشریح و توضیح آپ کی اسی یادداشت پر مبنی ہے۔

پانچ نمازیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایک دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں تاکہ اپنے اللہ کے ساتھ تعلقِ خاطر قائم رکھیں، اور اپنے قلوب و اذہان کو پاک اور نفوس و خواطر کا تزکیہ کرتے رہیں۔ اور ہر وقت اللہ کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول رہیں۔ لیکن ایمان اور عبادت کی حلاوت اور تعلق باللہ کی لذت وہی محسوس کر سکتا ہے، جو نیکو کار اور پرہیزگار ہو۔ جو انسان ان پانچ نمازوں کی پابندی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور جنت میں جگہ دیگا۔ اور جو ان سے عمداً پہلوتہی یا سستی کرے گا۔ اس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے، کہ معاف کر دے یا نہ کرے۔

یہ نمازیں ادائیگی میں صرف پانچ ہیں۔ لیکن اجر و ثواب میں پچاس ہیں۔ کیونکہ اس کے ہاں نیکی گنا ہوتی ہے۔ ان پانچ نمازوں میں فرائض بھی ہیں اور نوافل بھی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

فرائض کی مجموعی تعداد سترہ ہے۔

دو نماز صبح کے اور تین نماز مغرب کے ہیں۔ اسی طرح چار، چار فرض ظہر، عصر اور عشاء کے ہیں۔ یہ وہی فرض ہیں جنہیں کما حقہٗ ادا کرنے میں ثواب کی امید اور انہیں دانستہ ترک پر سخت عذاب کا خطرہ ہے۔ یہ وہی پانچ نمازیں ہیں۔ جن کے متعلق قرآن نے زور دیا ہے۔

اسی طرح نوافل ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد بارہ ہے۔ چھ ظہر کے ہیں۔ جب کہ دو دو نفل مغرب عشاء اور فجر کے ہیں۔ ان نوافل کی حقیقت یہ ہے۔ کہ پڑھنے والا اللہ کے قریب اور ثواب جزیل کا مستحق ہوگا۔ جب کہ چھوڑنے والے کو کسی قسم کی ڈانٹ یا سزا نہ ہوگی۔

البتہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنی زندگی میں پوری پوری حفاظت کی ہے۔ ہمارے لیئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی بہترین نمونہ ہے۔ بنا بریں ہمیں بھی ان کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ فرمان الٰہی ہے۔

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

نبی علیہ السلام نے جو دیا ہے اسے لے لو اور جس سے روکا ہے اس سے باز رہو اب ہم پانچ نمازوں کی تفصیل اور فرائض وسنن کی تعداد کا ذکر کرتے ہیں۔

صبح کے وقت جب آپ نیند سے بیدار ہوں، تو اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے درجِ ذیل دعا پڑھیں :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَمَاتَنِیْ ثُمَّ اَحْیَانِیْ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ

" تعریف صرف اس ذات کے لئے ہے، جس نے موت کے بعد مجھے زندگی عطا کی۔ اور واپس اسی کی طرف جانا ہے "

پھر نماز کی تیاری میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔ سابقہ شروط کو پورا کرنے کے بعد قبلہ رُو ہو کر دو رکعت نفل ادا کریں۔ جن کو "سُنّتِ فجر" بھی کہا جاتا ہے۔ جن کے متعلق پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے، کہ :

رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا

" فجر کی یہ دو رکعتیں دنیا اور اس کے ساز و سامان سے بہتر ہیں "

یہ اُن سنن مؤکدہ سے ہے، جن پر پیغمبر علیہ السلام نے پوری پوری حفاظت فرمائی۔ حتیٰ کہ سفر میں بھی انہیں ترک نہیں کیا۔ ان کے ادا کرنے کے بعد دو رکعت فرض پڑھے جائیں۔ ان میں قراءت بآواز بلند اور کچھ زیادہ ہو۔ اس نمازِ فجر کی شریعت مطہرہ میں بڑی عظمت اور اہمیت بتائی گئی ہے۔ بالخصوص صبح کے سہانے وقت انسان قرآن کی حلاوت اور چاشنی محسوس کرتا ہے اور ایسا کیف و سرور آتا ہے، جو زبان و بیان سے ادا نہیں ہو سکتا۔

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا ؕ

" صبح کی نماز کے وقت تلاوت قرآن میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں "

طریقۂ ادا

سابقہ اوراق میں ہم پہلی رکعت کے متعلق تفصیلی گفتگو کر آئے ہیں، اب

بھی اس کا اعادہ کر لیا جائے تو بہتر ہے۔
جب آپ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر سیدھے کھڑے ہو جائیں، اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ اس کے بعد سورۂ فاتحہ کی اور قرآنی آیات کی تلاوت کریں۔ اس کے بعد رکوع سجدہ الغرض وہ تمام امور بجا لائیں۔ جن کا ذکر پہلی رکعت میں ہو چکا ہے۔ دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں، اور دائیں پاؤں کو بایں طور کھڑا کریں۔ کہ اس کی انگلیاں قبلہ رُو ہوں، اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اس طرح رکھیں، کہ ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی اور جڑی ہوں۔ البتہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی اپنے حال پر رہنے دیں۔ اسی طرح اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھیں۔ تشہد اور درود شریف پڑھیں۔ جن کے الفاظ یہ ہیں:-

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ط

"زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے پیغمبر! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں سمیت ہم پر بھی سلامتی ہو۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

"میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی ذات قابل عبادت نہیں اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے

بندے اور رسول ہیں"

درود شریف :-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

"اے اللہ! جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور اس کی آل و اولاد پر رحمت بھیجی ہے، اسی طرح حضرت محمدؐ اور ان کی آل واولاد پر رحمت فرما۔ اور جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل و اولاد پر دونوں جہانوں میں برکت نازل فرمائی ہے، اسی طرح حضرت محمدؐ اور آپ کی آل و اولاد کو بھی بابرکت فرما۔ بلاشبہ تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے"

اس کے بعد نمازی دنیا اور آخرت کی بھلائی سے جو چاہے مانگے۔ بلکہ اس مقام پر دعا مانگنا مستحب ہے۔ دعا مطلقاً مستحب ہے۔ خواہ ماثور ہو یا غیر ماثور۔ البتہ مسنون دعا افضل و اولیٰ ہے۔ ذیل میں ہم صرف تین دعائیں ذکر کرتے ہیں، جن کا ثبوت حضور علیہ السّلام سے ملتا ہے۔ آپ انہیں آخری تشہد کے بعد پڑھا کرتے تھے :

ا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب نماز کے لئے اٹھتے، تو تشہد اور سلام پھیرنے کے مابین یہ دعا پڑھا کرتے تھے :-

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (مسلم)	اے اللہ! میرے علانیہ اور پوشیدہ سابقہ اور آئندہ تمام گناہ معاف فرما دے۔ اور میری زیادتیوں سے درگذر فرما۔ تو بہتر جاننے والا ہے۔ تو ہی پہلے تھا۔ اور بعد میں ہوگا۔ تیرے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

●

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کی کہ مجھے ایسی جامع دعا سکھائیں جسے میں اپنی نماز میں پڑھ سکوں۔ آپؐ نے یہ دعا بتائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ	اے اللہ! میں بخل اور سستی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ رذیل عمر، قبر کے عذاب اور زندگی اور موت کے فتنے سے مجھے محفوظ رکھ!

●

ان کے علاوہ اور بہت سی ادعیہ مسنونہ ہیں۔ ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں نفع پہنچائیں!

جب آپ التحیّات، درود شریف اور دعاؤں سے فارغ ہو جائیں، تو

سلام کے ساتھ اپنی نماز ختم کرے۔ سلام کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں جانب اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اور پھر بائیں جانب مڑکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہا جائے۔ آپ کی نماز اب ختم ہو چکی ہے۔

سلام کے بعد دعا و ذکر کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضور علیہ السلام سے بہت سی ایسی دعائیں منقول ہیں، جو نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ ہمیں اسوۂ رسولؐ کے مطابق ان ادعیہ و اذکار کو پڑھنا چاہیئے۔ ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں :

۱۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے، تو تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہتے اور درج ذیل دعا پڑھتے :

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (رواہ البخاری)

اے اللہ! تو ہر عیب سے سلامت ہے۔ اور تجھ سے سلامتی ہے۔ اے بزرگی اور عزت والے! تو بہت برکت والا ہے

•

۲۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (دس مرتبہ)

اللہ کے علاوہ عبادت کے لائق کوئی نہیں۔ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی بادشاہی اور اس کی تعریف ہے۔ اسی کے ہاتھ خیر و بھلائی ہے۔ وہی زندہ کرنے والا اور مارنے والا اور ہر چیز پر قادر ہے

اس کے متعلق فرمانِ نبوی ہے، کہ جو شخص سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رُو ہو کر دس دس مرتبہ صبح و شام پڑھے۔ اس کے لئے ہر ایک کے عوض دس صدقات کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور دس گناہ اس کے نامۂ اعمال سے دُھل جاتے ہیں۔ اور دس درجات بلند ہوتے ہیں۔ اس کی ہر تکلیف دہ چیز سے حفاظت ہوتی ہے۔ شیطان سے اللہ تعالےٰ کی پناہ میں آجاتا ہے۔ وہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ جو اسے تباہ کر کے رکھ دے۔ اس کا ذکر کرنے والا تمام لوگوں سے افضل ہوگا۔ الّا یہ کہ کوئی دوسرا اس کا بکثرت ورد کرتا ہو۔

۳- لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ وہ اکیلا ہے جس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہی اور تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔ اے اللہ! جو تو دیتا ہے اسے کوئی بھی روکنے والا نہیں۔ اور جسے تو نے روک لیا، اسے کوئی بھی دینے والا نہیں۔ اور نہ ہی کسی دولتمند کو تیرے عذاب سے اس کی دولت بچا سکتی ہے:

●

۴- آپ آیۃ الکرسی بھی ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ جو درج ذیل ہے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ — اللہ کے علاوہ کوئی قابلِ عبادت

الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ	نہیں۔ وہ زندہ اور تمام کو تھامنے والا ہے۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند۔ آسمان اور زمین میں تمام اسی کا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں کوئی بھی سفارش نہیں کر سکتا۔ جو چیز لوگوں کے آگے یا پیچھے ہے وہ تمام جانتا ہے۔ اس کے علم سے معمولی چیز کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین سے بھی وسیع ہے۔ وہ ان کی حفاظت و نگہبانی سے نہیں تھکتا۔ وہ بڑے مرتبے والا اور بلند شان والا ہے۔

اس کو اچھی طرح یاد کر لیا جائے، اور اسے ہر نماز کے بعد پڑھا جائے۔ کیونکہ اسے نماز کے بعد پڑھنے والا دوسری نماز تک اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

۵۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین اور سورۂ اخلاص بھی پڑھا کرتے تھے۔

(ل) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝	کہہ دیجئے وہ اللہ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے۔ اس نے نہ جنا ہے اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ وہ اکیلا ہے!

(ب) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

کہہ دیجئے، میں صبح کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی پیدا کردہ چیزوں کی شر سے محفوظ رہنے کے لئے، اور اندھیرا کرنے والی برائی سے بھی، جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی برائی سے

●

(ج) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۝

کہہ دیجئے، میں لوگوں کے مالک اور ان کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ جو کہ لوگوں کا معبود ہے وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی سے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، خواہ جنوں سے ہو یا انسانوں سے!

●

۴۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

اے اللہ! مجھے آگ سے پناہ دے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ ط

اے اللہ! میں جنت کا طلبگار ہوں

صبح اور مغرب کی نماز کے بعد کسی سے ہمکلام ہونے سے پہلے سات سات مرتبہ پڑھا جائے۔ حضور علیہ السلام کا طریقہ اسی طرح تھا۔

●

۷- سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ- اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ سو پورا کرنے کے لیے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھتے تھے۔

۸- بعض دفعہ اللّٰہ اکبر- سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ ان تمام کو جمع کر کے ۳۳ بار پڑھ لیتے تھے۔ حضور علیہ السلام ہر نماز کے بعد تسبیح و تہلیل اور ذکر اللّٰہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ آپ کی زبان اللّٰہ تعالےٰ کے ذکر سے ہمیشہ تر رہتی تھی۔ اٹھتے بیٹھتے، کھڑے چلتے پھرتے الغرض ہر وقت اللّٰہ تعالےٰ کو یاد رکھتے اور توبہ و استغفار کثرت سے کیا کرتے تھے۔ اور زمین و آسمان کی بناوٹ میں غور و فکر کرتے۔ قدرت الٰہیہ کا کھوج لگاتے، اور ہر چیز کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ آپ کی خاموشی سوچ بچار اور بولنا ذکر واذکار ہوتا تھا۔ ہمیں بھی اسوۂ رسول پر عمل کرتے ہوئے آپ کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ کیونکہ اللّٰہ تعالےٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ؕ

"مسلمانو! تم میں سے جو اللّٰہ اور روز آخرت سے ڈرتے اور کثرت سے یاد الٰہی کرتے ہیں، ان کے لیے پیغمبر علیہ السلام کی ذات ایک بہترین نمونہ زندگی ہے۔"

صدق اللّٰہ العظیم؛

نمازِ ظہر

دوپہر کے بعد عموماً کاروبار کی وجہ سے انسان تھکا ماندہ ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ اب کچھ راحت ملے۔ کام چھوڑ کر نماز کی طرف متوجہ ہوتا ہے آرام سے وضو کرنے کے بعد کچھ سکون میسر آتا ہے۔ اس کے بعد قبلہ رو ہو کر اپنے مالک حقیقی سے مناجات اور راز و نیاز میں مشغول ہوتا ہے۔ اس خلوت میں اس قدر لذت و سرور ہوتا ہے۔ کہ ہر قسم کی تھکاوٹ درد اور تکلیف بھول جاتا ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے ہوشیار اور چوبند ہو کر نئے ولولے اور ذوق و شوق سے کام شروع کر دیتا ہے۔

اس کے چار فرض ہیں اور چار سنّت پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ بعض روایات میں دو رکعت کے الفاظ بھی ہیں۔ یہ سنّت مؤکدہ ہیں۔ فرض ادا کرنے کے بعد بھی دو رکعت پڑھی جائیں۔ یہ بھی سنّت مؤکدہ ہیں۔ اس میں قرأت آہستہ ہو گی۔ خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ہی پڑھتا ہو۔ ہم پہلے تفصیل سے بتا آئے ہیں، کہ صبح کی رکعات کیسے ادا کی جائیں۔ اسے دوبارہ ذہن نشین کر لیا جائے۔ تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ اگر فرض نماز چار رکعتوں والی ہو، تو دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد پڑھا جائے۔ جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

• زبانی۔ بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے پیغمبر! آپ پر سلام اور

اللہ کی رحمت و برکت ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں سمیت ہم پر بھی سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی ذات لائق عبادت نہیں اور اقرار کرتا ہوں، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں"

تشہد سے فارغ ہو کر سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر تیسری رکعت شروع کر دیں۔ اس میں صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھی جائے۔ اسی طرح چوتھی رکعت مکمل کریں۔ اس کے بعد بیٹھ کر تشہد، درود اور مسنون دعائیں پڑھ کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہتے ہوئے اپنی نماز سے فارغ ہو جائیں۔ فرض ادا کرنے کے بعد دو رکعت پڑھی جائیں، جو سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں۔ اس طرح آپ کی نماز ظہر مکمل ہو گئی۔

ضروری فوائد :

جب آپ مسجد میں آئیں، اگر جماعت کھڑی ہے، تو فوراً جماعت کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ علیحدہ نفلی نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جب نماز کی اقامت ہو جائے، تو دوسری کوئی نفلی نماز درست نہیں ہے یہ حکم تمام نمازوں کے لئے ہے۔ امام کی اقتداء نہایت ضروری ہے حضور علیہ السلام کی اتباع میں ہی ثواب کی امید ہو سکتی ہے۔

نمازِ عصر

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :-

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ

توفیق سے یہ بخیر و خوبی سے گذرا۔ اللہ سے رحمت و برکت کی دعا کیجائے۔
مغرب کے تین فرض ہیں۔ جو یوں ادا کئے جائیں۔ کہ پہلی دو رکعت میں قرأت جہری کی جائے۔ اور تشہد کے لئے بیٹھے۔ التحیات سے فارغ ہوکر تیسری رکعت کے لئے اٹھے۔ اس میں سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی جائے۔ اس کے بعد آخری تشہد سے فارغ ہوکر سلام پھیرے۔ فرض پڑھنے کے بعد دو رکعت ادا کی جائیں۔ جو سنت مؤکدہ ہیں۔ اس طرح نماز مغرب پوری ہو جائے گی۔

فائدہ :-

ہر قسم کے نوافل آہستہ قرأت سے ادا کئے جائیں۔ صرف صبح کی نماز، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعت میں باآواز قرآت کی جائے۔ باقی فرض آہستہ قرأت سے ادا ہوں!

نمازِ عشاء

عشاء کے چار فرض ہیں۔ یہ نماز ظہر کی طرح پڑھی جائے۔ لیکن اس کی پہلی دو رکعت میں قرأت باآواز بلند ہوگی۔ فرض ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ کے طور پر پڑھی جائیں۔ نماز سے پہلے بھی دو یا چار نفل پڑھے جا سکتے ہیں۔ آخر میں وتر پڑھ کر نماز عشاء سے فارغ ہوجائیں۔

نمازِ وتر

وتر کا معنی "ایک" ہے۔ تین، پانچ اور سات وتر پڑھنے کا مطلب

توفیق سے بہ بخیر و خوبی سے گذرا۔ اللہ سے رحمت و برکت کی دعا کیجائے۔ مغرب کے تین فرض ہیں۔ جو یوں ادا کئے جائیں۔ کہ پہلی دو رکعت میں قرأت جہری کی جائے۔ اور تشہد کے لئے بیٹھے۔ التحیات سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کے لئے اٹھے۔ اس میں سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھی جائے۔ اس کے بعد آخری تشہد سے فارغ ہو کر سلام پھیرے۔ فرض پڑھنے کے بعد دو رکعت ادا کی جائیں۔ جو سنّت مؤکدہ ہیں، اس طرح نماز مغرب پوری ہو جائے گی۔

فائدہ :-

ہر قسم کے نوافل آہستہ قرأت سے ادا کئے جائیں۔ صرف صبح کی نماز، مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعت میں باواز قرآت کی جائے۔ باقی فرض آہستہ قرأت سے ادا ہوں!

نمازِ عشاء

عشاء کے چار فرض ہیں۔ یہ نماز ظہر کی طرح پڑھی جائے۔ لیکن اس کی پہلی دو رکعت میں قرأت باواز بلند ہوگی۔ فرض ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنّت مؤکدہ کے طور پر پڑھی جائیں۔ نماز سے پہلے بھی دو یا چار نفل پڑھے جا سکتے ہیں۔ آخر میں وتر پڑھ کر نماز عشاء سے فارغ ہو جائیں۔

نمازِ وتر

وتر کا معنیٰ "ایک" ہے۔ تین، پانچ اور سات وتر پڑھنے کا مطلب

یہ ہوتا ہے۔ کہ آخری ایک وتر شمار ہوتا ہے۔ پہلے تمام نوافل ہوتے ہیں۔ وتر سنتِ مؤکدہ ہے۔ بلکہ اس کے متعلق حضور علیہ السلام نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ بعض آئمہ اسے واجب شمار کرتے ہیں۔ کم از کم ایک اور زیادہ سے زیادہ گیارہ وتر پڑھے جا سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے، کہ تین پڑھے جائیں۔ شروع سے لے کر اب تک بالعموم اسی پر عمل کیا جا رہا ہے۔

شرح مؤطا میں ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک کم از کم وتر ایک رکعت ہے زیادہ سے زیادہ گیارہ یا تیرہ ہیں۔ بہتر ہے کہ تین پڑھے جائیں۔ اگر زیادہ پڑھتا ہے تو بھی جائز ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تین وتر پڑھتے تھے تو پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی دوسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھی جائیں۔ اس کا وقت عشاء سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔ چونکہ رات کی آخری نماز ہے۔ اس لئے اس کی مختلف صورتیں وارد ہیں۔ امت کی آسانی کے لئے تمام درست ہیں۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے :

۱۔ **پہلی صورت** : تین رکعت ایک ہی دفعہ پڑھ لی جائیں۔ آخری رکعت میں تشہد اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اس صورت میں نمازِ مغرب سے ایک گونہ مختلف ہو جاتی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ وتر یہ ایں طور ادا ہوں۔ کہ نماز مغرب سے مشابہت نہ ہو۔ نماز مغرب میں چونکہ دو تشہد ہیں۔ بنابریں نمازِ وتر اس سے جدا کرنے کے لئے صرف ایک تشہد رکھا گیا ہے۔

۲۔ **دوسری صورت** :۔ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔

پھر ایک رکعت علیٰحدہ پڑھے۔ اور سلام پھیر کر نماز وتر کو ختم کر دے۔

تیسری صورت :۔ تین رکعت کی نیّت کی جائے، دو رکعت کے بعد تشہّد پڑھے۔ لیکن سلام نہ پھیرے۔ بلکہ التحیات سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اور رکوع سے پہلے قنوت کرے۔ تاکہ مغرب سے مشابہت نہ ہو۔ نماز وتر کی ہر سہ رکعات میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی دوسری سورت کا اضافہ بھی کیا جائے۔

درج ذیل دعاؤں میں سے جو چاہے پڑھے :

پہلی دُعا :

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْتَهْدِيْكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ ونسجد واليك نسعى ونحفد ونرجوا رحمتك ونخشى عذابك

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد، معافی اور ہدایت مانگتے ہیں۔ اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور توبہ کرتے ہیں۔ اور تجھ پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ ہم تیری حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اور تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں، ناشکری نہیں کرتے، اور جو تیری نافرمانی کرنے والوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تیرے لئے ہی نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔ اور تیری طرف ہی دوڑتے ہیں۔ اور خدمت کرتے ہیں۔ تیری رحمت کی امید رکھے

إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ

ہوئے ہیں۔ اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ واقعی تیرے عذاب میں کافر ہی مبتلا ہوں گے۔

(آخری لفظ "حا" فتح اور کسرہ دونوں سے پڑھا جاسکتا ہے)

دوسری دُعا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

اے اللہ! میری رہنمائی فرما کر مجھے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل کر اور مجھے تندرستی عطا کر کے صحت مند لوگوں میں شامل کر۔ اور میری کارسازی فرما۔ اور جو چیز تو نے مجھے عطا کی ہے، اس میں برکت عطا کر۔ مجھے اس تکلیف سے محفوظ رکھ جس کا تو نے فیصلہ کر لیا ہے۔ تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے۔ تیرے خلاف کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ جسے تو دوست رکھے وہ خوار نہیں ہوتا۔ اور جسے تو ذلیل کردے وہ باعزت نہیں ہوسکتا۔ اے ہمارے پروردگار! تو بلند اور برکت والا ہے۔

نماز وتر میں قنوت پڑھنے کے متعلق علماء میں کچھ اختلاف ہے۔ اکثر آئمہ کا خیال ہے۔ کہ رمضان کے آخری نصف میں مشروع ہے۔ احناف کے

نزدیک سارا سال پڑھی جا سکتی ہے۔ امام مالکؒ اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ اس کا پڑھنا کسی وقت بھی جائز نہیں۔ واللہ اعلم!

وتر کے ساتھ ہی نمازِ عشاء پوری ہو جاتی ہے۔ اب پانچ نمازیں مکمل ہو گئیں۔ مسلمان سارا دن اسی معمول کے مطابق گذارتا ہے۔ اپنے پروردگار کی خلوصِ نیت سے عبادت اور اس کے رسولؐ کی اطاعت میں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات صرف کرتا ہے۔ یہ بندۂ مسلم نیند کے وقت بھی اللہ کی حمد و ثنا اور شکر ادا کرتا ہے۔ اور بیداری کے وقت اسی کے ذکر و فکر میں مشغول رہتا ہے۔

۱۔ جب آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ رب العالمین سے رازونیاز اور مناجات میں مشغول ہیں۔ ضروری ہے کہ آداب و شروط کو ملحوظ رکھا جائے۔ گفتگو سے اجتناب اور غیر ضروری حرکات و سکنات سے پرہیز کیا جائے۔ اسی طرح دائیں بائیں جھانکنا بھی اس کے وقار و احترام کے خلاف ہے۔

اگر آپ نے نماز میں کسی سے گفتگو کی، یا نماز میں کوئی غیر ضروری حرکت کی، یا غیر متعلق کام میں مصروف ہو گئے۔ یا دانستہ کسی شرط کو ترک کر دیا تو آپ کی نماز ناقابلِ قبول اور باطل ہو گئی۔ تمام آداب و شروط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا اعادہ ضروری ہے

۲۔ نماز میں اپنی نگاہ آسمان کی طرف نہ اٹھائی جائے۔ اور نہ ہی اپنی آنکھیں بند کی جائیں۔ بلکہ انہیں کھلا رہنے دیا جائے۔ جب آپ قیام کی حالت میں ہوں۔ تو آپ کی نگاہ سجدہ کی جگہ پہ ہونی چاہیئے۔ اور رکوع کے وقت قدموں پر نظر ہو۔ تشہد میں بیٹھے ہوئے آپ کی نگاہ دائیں ہاتھ

کی شہادت والی انگلی پہ رکھیں۔ جو اثنائے تشہد شہادت کے طور پر حرکت کرتی رہے گی۔

۳۔ جوتی سمیت نماز پڑھنا بھی درست ہے۔ نماز سے پہلے اسے اچھی طرح دیکھ لینا چاہیئے۔ جب آپ اس کے نیچے رطوبت یا نجاست دیکھیں تو اسے زمین پر رگڑ کر صاف کر لیں۔ جوتی سمیت نماز پڑھنے سے یہود کی مخالفت مقصود ہے۔ جو جوتوں میں نماز پڑھنا بُرا خیال کرتے ہیں۔ امّت محمدیہؐ کے لئے تمام زمین پاک اور مسجد بنادی گئی ہے۔ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے، اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی جائے۔ البتہ قبروں اور نہانے کی جگہ یا گندگی کے ڈھیر میں نماز ادا نہیں ہوتی۔

۴۔ جب آپ نے لہسن، پیاز یا اس قسم کی بُودار چیزیں کھائی ہوں، تو مسجد میں داخل ہونے سے پرہیز کیا جائے۔ اگر یہ کھا کر مسجد میں داخل ہوں گے، تو ملائکہ اور نماز پڑھنے والوں کو اس سے تکلیف ہو گی۔ البتہ بدبو زائل ہونے کے بعد اجازت ہے۔ یا آگ پہ پکا کر کھایا جائے۔

۵۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھیں۔ اور یہ دعا پڑھیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ	اللہ کے نام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہتا ہوں۔ اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں :

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ	اللہ کا نام لے کر اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود وسلام کہتا ہوں۔ اے اللہ: میرے گناہ معاف کر دے اور اپنے فضل وکرم کے دروازے کھول دے۔

۶۔ نمازی کے لئے جائز نہیں، کہ بحالتِ نماز ایسی سوچ وفکر میں پڑا رہے جو خشوع وخضوع کے منافی ہو۔ بلکہ اسے چاہیئے، کہ اپنے قلب و نگاہ اپنے مالک حقیقی کے ساتھ مشغول رکھے۔ اور اس کے ذکر میں مصروف رہے۔ اگر نماز میں کوئی ایسا خیال آگیا، جو راز و نیاز کے خلاف ہے، اس سے نماز تو باطل نہیں ہوگی، البتہ نمازی کو چاہیئے، کہ ایسے خیال کے پیچھے نہ پڑ جائے، بلکہ اسے ترک کر کے یادِ الٰہی میں مصروف ہو۔ کیونکہ وہ زمین و آسمان کے مالک کے حضور میں کھڑا ہے۔ اسی لئے قلبی تعلق بھی اسی ذات کے ساتھ ہو۔

۷۔ نماز کی حالت میں آپ نے سانپ، بچھو یا اس جیسا کوئی اور موذی جانور دیکھا ہو۔ تو آپ نماز ہی میں اسے مار سکتے ہیں۔ ایسا کرنے سے نماز ضائع نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر نماز پڑھتے وقت کوئی بچہ آپ کے پاس آگیا۔ تو اسے علیٰحدہ کر دیں۔ یا اپنے کندھوں پر اٹھالیں۔ اور نماز جاری رکھیں۔ ایسا کرنے سے بھی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ باہر سے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور گھر میں آپ کے علاوہ کوئی نہیں۔ نماز کو جاری رکھتے

ہوتے چل کر دروازہ کھول سکتے ہیں۔ اس قسم کی معمولی حرکات نماز پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔

۸۔ نمازی کے آگے سے گذرنا کسی وقت بھی جائز نہیں۔ خواہ آپ کو کتنا ہی انتظار کیوں نہ کرنا پڑے۔ نمازی کے لئے بھی ضروری ہے کہ اپنے سامنے سُترہ رکھ کر نماز پڑھے۔ مثلاً ستون، درخت، دیوار کے پیچھے نماز پڑھے یا کرسی، لاٹھی وغیرہ کو سامنے رکھ لے۔ اگر کچھ بھی نہ مل سکے، تو زمین پر خط کھینچ کر نماز شروع کردے۔ گذرنے والا سترہ کے آگے سے گذر سکتا ہے۔ اگر نمازی اور سترہ کے درمیان میں سے گذرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو نمازی کو چاہیئے کہ اسے روکے، اور اگر نہیں رکتا۔ تو سختی سے اس کا نوٹس لے۔ کیونکہ یہ بصورت انسان شیطان ہے۔ جو روکنے سے بھی نہیں رکتا۔ اگر نماز کے دوران کوئی اجنبی عورت آگے سے گذر گئی تو نماز باطل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ البتہ بیت اللہ میں کثرت ازدحام کے پیشِ نظر نمازی کے آگے سے گذرنا جائز ہے، اگرچہ گذرنے والی عورت ہی کیوں نہ ہو۔

۹۔ اگر کسی ناگہانی مصیبت یعنی دشمن کے حملے یا بیماری کے پھیلنے کا خطرہ ہو، تو نمازیوں کو چاہیئے۔ کہ قنوت کریں۔ یہ جماعت کی شکل میں ہو، یا علیحدہ علیحدہ، پانچوں نمازوں میں پڑھی جائے۔ جب یہ خطرہ ٹل جائے تو اسے ترک کردیں۔ یہ قنوت فرض نماز کی آخری رکعت میں پڑھی جائے نمازی رکوع کے بعد بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اٹھائے۔ اپنے اور دیگر مصیبت زدہ لوگوں کے لئے دعا کرے۔ اسی طرح اپنے ملک کی

سلامتی اور دشمن کی تباہی و بربادی کیلئے بھی دعا کرے۔

۱۰۔ نماز میں چھینک آنے پر الحمد للہ کہی جا سکتی ہے۔ اسی طرح جب عذاب کی آیت آئے۔ تو اللہ تعالے سے پناہ مانگے۔ جب أَلَيْسَ اللّٰهُ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ جیسی آیت پڑھے یا سنے، تو بَلٰی کہنا چاہیئے۔ جب نماز کی حالت میں ہوں، اور کوئی آپ کو السلام علیکم کہے تو صرف اشارہ سے اس کا جواب دیا جائے۔

۱۱۔ **سجدہ سہو** :۔ عربی زبان کا محاورہ ہے کہ "اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْيَانِ" یعنی انسان بھول چوک اور خطا کا پتلا ہے۔ بنا بریں اگر آپ نماز میں بھول گئے، یعنی کمی و بیشی ہو گئی، تو تشہد کے بعد دو سجدے جنہیں سجدہ سہو کہا جاتا ہے کریں، اور اس کے بعد سلام پھیر دیں۔ سجدہ سہو کے بعد دوبارہ تشہد پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر تعداد رکعات میں شک پڑ گیا۔ یا یاد نہیں رہا۔ کہ دو رکعت پڑھی ہیں یا تین۔ اس صورت میں اپنے یقین پر بنیاد رکھتے ہوئے نماز پوری کر لیں۔ مثلاً دو یا تین میں شک ہے۔ یہ یقینی تصور کر کے باقی نماز پوری کر لیں۔ اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لیں، سلام کے بعد بھی یہ سجدے کئے جا سکتے ہیں۔ حضور علیہ السلام سے دونوں طرح ثابت ہے۔

جب آپ پہلا تشہد بھول گئے ہیں۔ یعنی دو رکعت ادا کرنے کے بعد تشہد بیٹھنے کے بجائے فوراً کھڑے ہو گئے۔ تو دوبارہ اس وقت تشہد کے لئے بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ نماز مکمل کرنے کے بعد سلام سے

پہلے دو سجدے کر لئے جائیں۔ سلام کے بعد بھی جائز ہیں۔ یہ دو سجدے بھول چوک سے جو کمی بیشی ہوئی ہے۔ اسے پورا کر دیں گے۔ اسی طرح اگر امام بھول جائے، تو امام کے ساتھ مقتدیوں کو بھی سجدہ سہو کرنا ہوگا۔ اس کے برعکس جماعت میں اگر مقتدی بھول گیا۔ تو نہ اس پر سجدہ سہو لازم ہے، اور نہ ہی امام پر

۱۲۔ جب آپ مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے سے آپ سجدہ کی آیت سنیں، تو آپ کو بھی سجدہ تلاوت کرنا ہوگا۔ یہی ایک سجدہ ہے جو بغیر سلام کے کیا جاتا ہے۔

بیمار کی نماز

جب مریض کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، تو اسے بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے۔ اور اگر رکوع سجود نہیں کر سکتا۔ تو سر کے اشارے سے پڑھ لے۔ لیکن رکوع اور سجدہ کے اشارہ میں فرق کرے۔ یعنی سجدے کا اشارہ کچھ نیچے ہو۔ اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا۔ تو پہلو کے بل قبلہ رو ہو کر نماز ادا کرے۔ اگر اس طرح بھی مشکل ہے، تو لیٹ کر نماز پڑھے۔ لیکن اس صورت میں اپنے پاؤں قبلہ کی طرف کرے۔ رکوع اور سجدہ کے وقت اشارہ کرتا رہے۔ اگر اس طرح ادا کرنے سے بھی قاصر ہے تو نماز کو دوسرے وقت پر مؤخر کر دے۔ بہرحال نماز کسی وقت بھی معاف نہیں ہو سکتی۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کی ادائیگی میں تبدیلی تو ہو سکتی ہے۔ لیکن اس سے صرفِ نظر کرنے کی قطعاً اجازت نہیں، اگرچہ آپ مریض کیوں نہ ہوں۔ اسے بہرحال ادا کرنا ہوگا۔

نماز باجماعت

دین اسلام کی بنیاد توحید پر ہے۔ اور ہمیں وحدت اور یگانگت کا سبق سکھاتا ہے۔ اس کی دعوت بھی یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانا جائے۔ اور آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا جائے۔ اور اس کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔ اسلام میں نماز باجماعت کا نظام اسی لئے رکھا ہے تاکہ پانچ وقت مسلمان مسجد میں جمع ہوں۔ باہمی تعارف ہو۔ ایک دوسرے کی تکلیف کا علم ہو۔ ہمدردی اور ایثار کا موقع ملے۔ پند و نصیحت کی جائے۔ اس سلسلہ میں جو تکالیف آئیں انہیں صبر و تحمل سے برداشت کرنے کی تلقین کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنا منفرد پڑھنے سے ۲۷ (ستائیں) درجے فضیلت رکھتی ہے۔ یہ تمام اس کی عظمت اور اہمیت کے پیش نظر ہے۔ اب ہم چند احادیثِ رسولؐ کا مطالعہ کرتے ہیں جو نماز باجماعت کی فضیلت میں وارد ہیں:۔

صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَرْدِ الْمُتَفَرِّدِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً	نماز باجماعت ادا کرنا اکیلا پڑھنے سے ستائیں درجے فضیلت رکھتی ہے۔ (بخاری و مسلم / ابن عمرؓ)

●

مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ نَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ	جس بستی میں صرف تین آدمی ہوں اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کریں ان پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ نماز جماعت کے

اِلٰتَ صِیۡنَۃِ

(رواہ ابو داؤد النسائی عن ابی الدرداء)

ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے کیونکہ بھیڑیا اس بکری کو پھاڑتا ہے جو ریوڑ سے کنارہ کش رہتی ہے۔

●

اَلْجَفَاءُ کُلُّ الْجَفَاءِ وَالْکُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِیَ اللّٰہِ یُنَادِیْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَا یُجِیْبُہٗ

(رواہ احمد عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ)

اس سے بڑھ کر کفر و نفاق اور ڈھٹائی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ بدبخت اذان سنتا ہے۔ لیکن اس پر لبیک کہتے ہوئے نماز کے لئے حاضر نہیں ہوتا۔

●

عَنِ ابْنِ مَکْتُوْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا ضَرِیْرٌ شَاسِعُ بَعِیْدُ الدَّارِ وَلِیْ قَائِدٌ لَا یُلَائِمُنِیْ فَھَلْ تَجِدُ لِیْ رُخْصَۃً اَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ قَالَ: تَسْمَعُ النِّدَاءَ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَجِدُ لَکَ رُخْصَۃً

(رواہ احمد و ابو داؤد)

حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں نابینا آدمی ہوں۔ اس عذر کے علاوہ میرا گھر بھی مسجد سے دور ہے۔ مجھے لانے والا میرا اس قدر ساتھ نہیں دیتا۔ ان حالات میں میرے لئے کوئی رخصت ہے کہ میں گھر پر نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تجھے اذان کی آواز سنائی دیتی ہے؟ عرض کی ہاں! فرمایا کہ

پھر تیرے لئے کوئی رخصت نہیں :

●

دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں :۔

قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ مَنْزِلِیْ شَاسِعٌ وَّاَنَا مَکْفُوْفُ الْبَصَرِ وَ اَنَا اَسْمَعُ الْاَذَانَ قَالَ اِنْ سَمِعْتَ الْاَذَانَ فَاَجِبْ وَلَوْ حَبْوًا اَوْ زَحْفًا۔ (رواہ احمد والطبرانی)	عرض کی۔ یارسول اللہ! میرا گھر دور ہے۔ اور میں نابینا ہوں۔ لیکن اذان سنتا ہوں۔ فرمایا۔ اگر اذان سنتا ہے تو حاضری لازمی ہے اگرچہ تجھے گھٹنوں کے بل چل کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔

اے برادر مسلم !

ان احادیث سے نماز کی باجماعت ادائیگی کی جو اہمیت واضح ہوتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور نماز باجماعت پڑھنے کی کوشش کی جائے۔ یہ فریضہ اس قدر ضروری ہے کہ نابینا بھی اس کے ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا !

اس کا ادا کرنا ہر عاقل و بالغ کے لئے ضروری ہے۔ البتہ اگر عذر یعنی بیماری یا دشمن کا خوف ہو۔ تو مؤخر ہو سکتی ہے۔ لیکن معاف نہیں۔ الغرض نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور بڑا استون ہے۔ صنفِ نازک بھی نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں آسکتی ہے۔ خاوند کے لئے جائز نہیں کہ اسے روکے۔ اگر کسی قسم کا خطرہ ہو۔ تو انہیں روکا بھی جاسکتا ہے۔ البتہ ان کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے فضیلت رکھتا ہے۔ دو سے بھی جماعت کی فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ایک

بچہ اور دوسری عورت ہی کیوں نہ ہو۔ جماعت کے افراد جس قدر زیادہ ہوں۔ فضیلت و مرتبہ میں اضافہ ہوگا۔ دین اسلام میں نماز باجماعت ایک اہم فریضہ ہے۔ جس میں ہمیں مساوات کا بھی سبق ملتا ہے۔ چھوٹے بڑے، امیر غریب تمام بلا امتیاز اللہ کے حضور کھڑے ہیں۔ اگر مسلمان اس کی حقیقت کو سمجھ لیں۔ تو اس کے اہتمام میں بھی کبھی سستی سے کام نہ لیں۔ آجکل بڑی بڑی مساجد نمازیوں سے خالی ہیں — اور مسلمانوں کی بے رخی اور قدر دوری کا اللہ تعالےٰ کے ہاں بزبانِ حال شکوہ کر رہی ہیں۔

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو انہیں آباد کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

آمین

نماز باجماعت کے ضروری مسائل

۱ - جب آپ ایک جماعت ہیں - اور نماز کا وقت ہوگیا - تو ضروری ہے کہ نماز باجماعت ادا کریں ۔ امامت کے لئے ایسے آدمی کا انتخاب کیا جائے، جسے قرآن زیادہ یاد ہو۔ اگر اس میں تمام برابر ہیں تو سنّت رسولؐ کو زیادہ سمجھنے والا امامت کا حقدار ہے۔ اگر فقاہت میں بھی تمام ایک جیسے ہیں تو عمر رسیدہ کو امام بنایا جائے۔ لیکن آج کل جو مساجد میں رواجی امام ہیں، ان کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے بتائے ہوئے معیار کے مطابق ان کا انتخاب کیا جائے ۔

۲ - امام منتخب ہونے کے بعد وہ درمیان میں کھڑا ہو، اور صفوں کا ملاحظہ کر کے انہیں سیدھا کرے۔ کیونکہ صفوں کا سیدھا کرنا بھی نماز کا حصّہ ہے ۔

۳ - اقامت کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کردے۔ مقتدی اس کے بعد تکبیر کہیں ۔

۴ - مقتدی امام کے پیچھے صرف فاتحہ پڑھیں اور خاموش رہیں ۔

۵ - امام کی متابعت نہایت ضروری ہے۔ رکوع، سجود اور قیام و سلام میں امام کی پیروی کی جائے۔ مقتدی کے لئے جائز نہیں، کہ وہ امام سے پہلے یا ساتھ ہی کوئی فعل کرے بلکہ ہر کام بعد میں ہونا چاہیئے ۔

۶ - امام کو چاہیئے، کہ مغرب و عشاء اور فجر میں قرأت بلند آواز میں پڑھے۔ ظہر اور عصر میں آہستہ پڑھی جائے۔ البتہ مقتدی تمام نمازوں میں سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھے ۔

۷ - دو افراد کی جماعت بھی ہو سکتی ہے، اگرچہ ایک بچہ اور ایک عورت ہو۔

۸ - جب صرف دو آدمی ہوں، تو جماعت کی صورت میں ایک امام کے برابر دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ اس سے پیچھے نہ ہو۔ اگر تیسرا آدمی آجائے، تو امام کے ساتھ کھڑے ہوئے مقتدی کو چاہیئے، کہ پیچھے ہٹ جائے۔ تاکہ امام کے پیچھے صف بنائی جائے۔ اگر

نا واقفیت کی بنا پر تیسرا آدمی امام کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تو امام کو چاہیئے، کہ دونوں کو پیچھے کر دے۔ تاکہ صف بنالیں۔

۹ - اگر امام کے ساتھ نماز پڑھنے والی عورت ہے، یعنی بیوی یا بہن ہے تو اسے دائیں جانب کی بجائے امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔

۱۰ - باشعور بچہ، جو قرآن کا زیادہ حافظ اور دین کے معاملہ میں زیادہ واقفیت رکھتا ہے۔ تو فرض نماز کی امامت کرا سکتا ہے۔

۱۱ - جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت بھی ادا کر لی۔ اس نے جماعت کی فضیلت کو پا لیا۔ نماز کا جو حصہ رہ گیا ہو اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کرے۔

۱۲ - امام کو چاہیئے، کہ نماز پڑھتے وقت حاجت مند بوڑھے اور کمزور لوگوں کا خیال رکھے۔ اور نماز میں تخفیف کرے۔ تخفیف صرف قرأت میں ہو سکتی ہے، رکوع و سجود نہایت اطمینان اور سکون سے ادا کیئے جائیں۔ اس میں کوتاہی کرنا نماز پر اثر انداز ہو گا۔ آج کل بعض لوگ جو نماز میں رکوع و سجود کرتے وقت مرغ کی طرح ٹھونگیں مارتے ہیں، یہ بالکل بے بنیاد اور ناجائز ہے۔ اس سے نماز ضائع ہو جاتی ہے۔ جس نماز میں خشوع نہ ہو۔ وہ باطل ہوتی ہے۔ اور اس سے مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

۱۳ - جماعت کے وقت صف میں اکیلے کھڑا ہونا درست نہیں۔ جگہ نہ ملنے کی صورت میں چاہیئے، کہ آخری صف میں سے ایک آدمی کو کھینچے اور اپنے ساتھ ملا کر صف بنالے۔ کیونکہ اکیلے پڑھنے والے کی نماز جائز نہیں۔

۱۴ - جسے لوگ شکوک و شبہات کی نگاہ سے دیکھتے ہوں۔ اسے چاہیئے، کہ امام نہ بنے بلکہ علیحدہ رہے، تاکہ علم و تقوے میں اس سے افضل آگے بڑھے اور امامت کے فرائض انجام دے۔ کیونکہ یہ امام ہمارے اور اللہ کے درمیان نمائندہ کی

حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اس نمائندگی کے لئے پرہیزگار اور نیکوکار حضرات کا انتخاب کریں۔ اس سلسلہ میں فرمودات نبوی ملاحظہ ہوں۔

آ۔ اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَكُمْ خِيَارُكُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ ط (دارقطنی عن ابن عباسؓ)

"اچھے ائمہ کا انتخاب کرو۔ کیونکہ یہ لوگ تمھارے اور اللہ کے درمیان واسطہ کی حیثیت رکھتے ہیں"

ب۔ اِنْ سَرَّكُمْ اَنْ تُقْبَلَ صَلٰوتُكُمْ خِيَارُكُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ ط

(اخرج الحاکم عن مرثدا)

"اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ تمھاری نماز کو شرفِ قبولیت حاصل ہو۔ تو نماز کی امامت کے لئے بہترین لوگوں کا انتخاب کرو۔ کیونکہ یہ حضرات تمھارے اور پروردگار عالم کے درمیان ایک وسیلہ ہیں!"

مسافر کی نماز

اسلام کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔ انسان پر اس قدر بوجھ نہیں ڈالا جاسکتا۔ جس کا وہ متحمل نہیں۔ چونکہ سفر میں صعوبت و مشقت ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام نے نماز قصر کرنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی چار فرض کے بجائے صرف دو ادا کئے جائیں۔ حدیث میں بھی ہے۔ کہ ابتدا میں نماز دو دو رکعت فرض ہوئی تھی۔ پھر قصر کی صورت میں ظہر، عصر اور عشاء میں دو دو رکعت کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس لئے سفر کی حالت میں ظہر، عصر اور عشاء کی دو دو رکعت ہی پڑھی جائیں۔ البتہ مغرب اور صبح میں قصر نہیں۔

اسے پورا ہی ادا کرنا ہوگا۔

نوافل اور سنن میں سے صرف صبح کی دو سنت اور وتر پڑھے لئے جائیں۔ باقی پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے ایک رخصت اور ہدیہ ہے۔ جسے قبول کرنا ضروری ہے۔ حدیث میں ہے :-

يُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰى رُخْصَتُهٗ كَمَا يُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰى عَزَائِمُهٗ

"یعنی اللہ تعالےٰ (جس طرح فریضہ کی ادائیگی سے خوش ہوتا ہے اسی طرح) یہ بھی پسند کرتا ہے۔ کہ اس کی رخصت کو قبول کیا جائے"۔

بنابریں سفر میں نماز قصر کرنا ایک ضروری امر ہے۔ جس پر عمل کرنا چاہیئے اگرچہ آپ ہوائی یا بحری جہاز میں ہوں۔ یا گاڑی پر سوار ہوں یا پیدل سفر کر رہے ہوں۔ چونکہ اسے بھی سفر کہا جاتا ہے، اس میں بھی نماز قصر ہوگی۔ جب تک انسان سفر میں ہوگا، قصر کرتا رہے گا۔ اگر کسی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا، تو پوری ادا کرنی ہوگی۔

اس امر میں علماء کا اختلاف ہے۔ کہ کتنی مدت ٹھہرنے پر نماز پوری پڑھنی چاہیئے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جس مقام پر چار دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو۔ وہاں قصر کے بجائے پوری ادا کرے۔ وہاں پہنچتے ہی اس کا سفر ختم ہوگیا ہے۔ منہاج میں ہے کہ اس مدت میں داخل ہوتے اور کوچ کرنے کے دن کو شمار نہیں کیا جائیگا۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ جہاں کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو۔ وہاں پوری ادا کرے۔ ان کے علاوہ دیگر آئمہ کے نزدیک یہ ہے، کہ جب تک کسی مقام پر مستقل رہائش اختیار نہ کرے۔ قصر کرتا رہے۔

حضور علیہ السّلام فتح مکہ کے وقت اٹھارہ یا انیس دن وہاں ٹھہرے اور قصر کر کے پڑھتے رہے۔ جب انسان کسی شہر میں داخل ہو۔ لیکن اسے یقین نہیں کہ کتنی مدت ٹھہرے گا۔ بلکہ آج یا کل سفر کرنے کے تردد میں ہے۔ وہ قصر ہی کرتا رہے گا۔

اگرچہ سال بھر وہاں رہے۔ اپنے شہر واپسی پر نماز پوری ادا کرے۔ اگرچہ وہاں ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو۔ اگر کوئی نماز سفر میں رہ جائے۔ اسے حضر میں بھی قصر پڑھا جائے۔ اس کے برعکس اگر حضر میں کوئی نماز قضا ہو گئی تھی، تو اسے سفر میں بھی پورا ہی ادا کرنا ہو گا۔

اس مدت سفر میں بھی علماء کا اختلاف ہے، جس میں احکام تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بعض نے تین دن اور تین راتیں لکھی ہیں۔ اہل حدیث حضرات کہتے ہیں، کہ چونکہ شرع میں اس مسافت کی تعین نہیں۔ جس میں قصر پڑھی جائے۔ لہٰذا لغوی اور شرعی اعتبار سے جس مسافت پر سفر کا اطلاق ہو گا۔ اس میں نماز قصر کی جائے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ النساء : ۱۰۰

"جب تم سفر کی حالت میں ہو، تو نماز قصر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں"

"اَلضَّرْبُ فِی الْاَرْضِ" کا اطلاق ہر چھوٹے بڑے سفر پہ ہوتا ہے۔ البتہ سیر و تفریح یا چہل پہل کے لئے باہر نکلنا سفر نہیں کہلاتا۔ اور نہ ہی اس میں نماز قصر کی جا سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی مروی ہے۔ حضرت یحییٰ بن الصنائی فرماتے ہیں

سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ قَصْرِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ سَفَرَةَ ثَلَاثَةَ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا، کہ کتنی مسافت میں نماز قصر کی جائے فرمایا، کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل کے سفر پہ نکلتے تو نماز

قصر کرتے اور صرف دو رکعت نماز پڑھتے"!

مسافر کو چاہیئے۔ کہ شہر کی حدود ختم ہونے کے بعد قصر کا آغاز کرے۔ اس سے پہلے جائز نہیں۔ مسافر کے لئے جائز ہے، کہ مقامی باشندوں کی امامت کرے۔ اور دو رکعت ادا کر کے سلام پھیرے۔ اور مقتدیوں کو کہہ دے کہ آپ نماز مکمل کر لیں۔ ہم تو مسافر ہیں۔ مقتدی بعد میں علیحدہ دو رکعت ادا کر کے اپنی نماز پوری کر لیں۔

اسی طرح مسافر مقتدی بن کر مقیم کے پیچھے بھی نماز ادا کر سکتا ہے۔ اگر چاہے تو دو رکعت ادا کر کے سلام پھیر دے۔ اگر امام اور دیگر مقتدیوں کی موافقت کرتے ہوئے چار رکعت ادا کرے تو بہتر ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہے:

"اِنَّهُ سُئِلَ مَا بَالُ الْمُسَافِرِ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ اِذَا انْفَرَدَ وَاَرْبَعًا اِذَا ائْتَمَّ فَقَالَ تِلْكَ السُّنَّةُ" (مسند امام احمد)

"یعنی کیا جب مسافر اکیلا نماز پڑھے تو دو رکعت اور امام کے ساتھ چار رکعت ادا کرے؟ فرمایا کہ سنت اسی طرح ہے"!

اور ابن عمرؓ سے مروی ہے:

اَنَّهُ اِذَا كَانَ مَعَ الْاِمَامِ صَلّٰى اَرْبَعًا وَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ" (مسلم عن ابن عمرؓ موقوفاً)

"سفر کی حالت میں جب امام کے ساتھ ہوتے تو چار اور اکیلے ہوتے تو دو رکعت ادا کرتے"!

نماز جمع کر کے پڑھنا

نمازی ایک ہی وقت میں دو نمازیں ادا کر سکتا ہے

مثلاً ظہر کو موخر کر کے عصر کے وقت دونوں بیک وقت ادا کی جائیں۔ لیکن ہر نماز دوسری سے علیحدہ ہو گی۔ اس کا نام "جمع تاخیر" ہے۔ اسی طرح جمع تقدیم بھی جائز ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ظہر کے وقت ہی ظہر اور عصر ادا کریں۔ جیسا کہ عشاء کو مقدم کر کے مغرب کے وقت ہی پڑھ لینا جائز ہے۔

اس تقدیم میں علماء کا اختلاف ہے۔ لیکن جائز ہے ضرورت کے وقت دونوں طرح پڑھی جا سکتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَجْمَعَهَا اِلَى الْعَصْرِ لِيُصَلِّيَهُمَا مَعًا وَاِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ سَارَ۔ (۱)	جب سورج ڈھلنے سے پہلے چلتے تو ظہر کو اس قدر موخر کرتے کہ عصر کے وقت دونوں کو ملا کر پڑھتے اس طرح اگر زوال آفتاب کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر کے وقت ہی دونوں یعنی ظہر اور عصر کو پڑھتے اور اسکے بعد کوچ فرماتے

اور بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں اَلْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ (۲)

یہ جمع صرف ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کے مابین ہی ہو سکتی ہے صبح اور ظہر کے مابین جمع جائز نہیں جس طرح عصر اور مغرب کو بھی جمع نہیں کیا جا سکتا۔ یہ صرف چار نمازوں میں امت کی آسانی کے لیئے رخصت دی گئی ہے۔

نماز جمعہ

دین اسلام اتحاد و اتفاق اور آپس میں محبت و پیار سے رہنے کی دعوت دیتا ہے اور تفرقہ و اختلاف کو برا سمجھتا ہے۔ آپس میں تعارف و ایثار اور ہمدردی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ جمعہ مسلمانوں کے لیئے ایک فرحت کا پیغام اور عید کا دن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بڑی فضیلت و برتری ہے۔ دنیا کے کاروبار چھوڑ کر مساجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے

لیئے مسلمان جمع ہوتے ہیں تاکہ یکسو ہو کر یہ فریضہ ادا کرسکیں اور علماء کے پند و نصائح سے مستفید ہو سکیں۔ اور اس ہفتہ وار اجلاس میں قرآن و حدیث سن کر اپنے دل کی دنیا آباد کریں۔

جمعۃ المبارک کے خطبات ایسے ہونے چاہیئے کہ معاشرے کی مشکلات کا حل پیش کیا جائے۔ اجتماعی برائیوں کی نشاندہی کی جائے۔ لوگوں کو فقراء مساکین اور نادار و تنگدست حضرات کے ساتھ تعاون کرنے پر ابھارا جائے۔ اور ہر مسلمان کی عزت و جان اور مال و دولت کی حفاظت کرنے کی ترغیب دی جائے۔ اس طرح ان کی عزت و شرافت محفوظ رہ سکتی ہے۔

نماز جمعہ ایک عظیم فریضہ ہے جیسا قرآن مجید میں ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ۝ پ (۲۸) (سورہ الجمعہ)

ترجمہ: ایمان والو جمعہ کے دن جب تمہیں نماز کے لیئے بلایا جائے تو اپنا کاروبار چھوڑ کر فوراً اللہ کے ذکر کی طرف آجاؤ۔ اگر تم جانتے ہو تو اس میں تمہارے لیئے بہتری ہے۔ اور جب نماز ہو جائے۔ تو اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لیے زمین پر پھیل جاؤ لیکن اللہ کو ہمیشہ یاد رکھو۔ امید ہے کہ کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

یہ ہر مسلمان عاقل و بالغ آزاد اور مقیم پر واجب ہے۔ اور جہاں بھی مسلمان بستے ہوں اس کا اہتمام کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر دور دراز بستیوں میں ہی کیوں نہ رہتے ہوں اس کے ترک کرنے پر حضور علیہ السلام نے سخت وعید فرمائی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے ایک دفعہ ان تمام لوگوں کے گھروں کو آگ لگانے کا فیصلہ کیا تھا

جو جمعہ سے پیچھے رہتے تھے۔ جب سے یہ فرض ہوا ہے۔ اس وقت سے آپ نے ہمیشہ پابندی کی ہے۔ آپؐ نے ایک مرتبہ ممبر پر کھڑے ہو کر جمعہ ترک کرنے والوں کو یوں ڈرایا۔

لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ۔ (ابو داؤد)

لوگوں کو چاہیئے کہ نماز جمعہ کی پابندی کریں اور اس کے ترک کرنے سے باز آجائیں اگر ایسا نہیں کریں گے تو اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے۔ پھر یہ ہمیشہ غافل ہی رہیں گے۔ ایک روایت میں یوں ہے۔

مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ۔ (اخراج مسلم)

جو انسان سستی کی وجہ سے تین جمعے ترک کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ فرضیت جمعہ کے موقع آپ نے یوں خطبہ ارشاد فرمایا۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هٰذَا فِي يَوْمِي هٰذَا فِي شَهْرِي هٰذَا مِنْ عَامِي هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي وَلَهُ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ اسْتِخْفَافًا بِهَا أَوْ جُحُودًا بِهَا فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ وَلَا بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهٖ أَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهُ أَلَا وَلَا زَكٰوةَ لَهُ أَلَا وَلَا حَجَّ لَهُ أَلَا وَلَا صَوْمَ لَهُ أَلَا وَلَا بِرَّ لَهُ حَتّٰى يَتُوبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (ابن ماجہ)

ترجمہ: جان لو: کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے قیامت تک کے لیے جمعہ فرض کر دیا ہے جس نے میری زندگی میں یا میرے بعد استخفاف یا انکار کرتے ہوئے۔ اسے ترک کر دیا۔ خدا کرے وہ کسی کے ساتھ مل کر نہ بیٹھ سکے اور خیر و برکت سے بھی تہی دامن رہے یاد رکھو! جمعہ ترک کرنے والے کی نہ نماز قبول ہے اور زکوٰۃ بھی قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے روزے کا کوئی فائدہ ہے۔ نہ ہی حج کرنا اسکے کام آئے گا۔

الغرض اس کی کوئی نیکی بھی قبول نہیں ہو گی حتی کہ وہ تائب ہو جائے۔ جو انسان توبہ کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر نظر کرم فرماتے ہیں۔

نماز جمعہ کی کیفیت! نماز جمعہ عام طور پر مساجد میں ہونی چاہیئے۔ جہاں مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ خطیب کو چاہیئے کہ وعظ و ارشاد سے لوگوں کے دلوں و اذہان منور کرے۔ اور ان کی راہنمائی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔ یہ ظہر کے وقت ہی ادا کی جاتی ہے۔ بعض کے نزدیک زوال آفتاب سے پہلے بھی جائز ہے۔

جمعہ کے دن نہا دھو کر، بہترین خوشبو استعمال کی جائے اور صاف ستھرے نئے یا دھلے ہوئے کپڑے زیب تن کر کے نہایت عزت و وقار سے مسجد میں آنا چاہیئے

مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اے اللہ میرے لیئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ (حدیث)

بیٹھنے سے پہلے دو رکعت وہ تحیۃ المسجد، کے طور پر پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے۔

اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ (مسلم)

جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعت ادا کرنے سے پہلے نہ بیٹھے۔

تحیۃ المسجد سے فارغ ہونے کے بعد نہایت ادب و احترام سے بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرے یا پڑھنے والے سے سنے اور آیات قرآنیہ میں غور و فکر کرے۔ اور آخرت کے متعلق سوچ و فکر کرے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے بہتر ہے کہ ذکر آہستہ کیا جائے۔ خطبہ سے پہلے آذان کے بعد دو رکعت

نفل پڑھ لے تو بہتر ہے۔ یاد رہے کہ یہ کوئی سنت موکدہ نہیں جس کا ادا کرنا ضروری ہو۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ نفلی عبادت ہر وقت ایک اچھا فعل ہے۔ حضور علیہ السلام نے جمعہ کے دن نفلی عبادت کی ترغیب دلائی ہے۔ لیکن تعین نہیں فرمائی اور نہ ہی اسے ضروری قرار دیا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ امام آنے سے پہلے پہلے نوافل ادا کیئے جائیں جب خطبہ کے لیئے امام صاحب تشریف لے آئیں تو نفل ادا کرنے جائز نہیں نہ ہی کلام جب خطیب ممبر پر فروکش ہو جائے اور مؤذن اذان شروع کر دے تو آذان کا جواب دینا چاہیے پھر نہایت خاموشی سے خطبہ سنا جائے۔ اب گفتگو کرنا حرام ہے اگر آپ نے کسی کو چپ کرنے کے متعلق کچھ کہا تو گویا آپ نے ایک بے ہودہ بات کی ہے۔ یاد رہے کہ اس طرح کی لغویات اور بے ہودہ کلام کرنے والے کا جمعہ نہیں ہوتا۔

خطیب دو خطبے ارشاد فرمائے گا دونوں کے درمیان بیٹھ کر فرق کرے گا نہ جب امام واعظ وارشاد سے فارغ ہو کر منبر سے اتر آئے تو نماز کے لیے اقامت کہی جائے۔ امام لوگوں کو دو رکعت پڑھائے۔ جس طرح صبح کی نماز ادا کی جاتی ہے اسی طرح پڑھی جائے صرف نیت کا فرق ہوگا۔ فجر کے وقت نماز صبح کی نیت کی جاتی ہے۔ جب کہ اس وقت نماز جمعہ کی نیت کی جائے گی۔ زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ دل سے ہی کافی ہے۔ کیونکہ زبان سے کہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

جمعہ کے دو فرض ادا کرنے کے بعد جمعہ کی سنت مسجد میں پڑھ لی جائیں یا گھر جا کر ادا کریں دونوں طرح جائز ہے۔ جمعہ کے بعد چار رکعت وارد ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے

اذا صلی احدکم الجمعۃ فلیصل بعدھا اربعًا :: (الحدیث)

جمعہ ادا کرنے کے بعد چار رکعات پڑھی جائیں۔

بعض روایات میں دو رکعت کا ذکر بھی آیا ہے۔ نماز جمعہ مکمل ہوگئی ہے۔ اب لوگوں کو چاہیئے کہ منتشر ہو کر اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (سورۃ جمعہ)

جب نماز ادا ہو جائے تو زمین پر منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل اور رزق تلاش کرو۔ لیکن اللہ کو بکثرت یاد رکھو تاکہ تم کامیابی سے ہمکنار ہو جاؤ۔

عیدین کی نماز (۱) عیدالفطر (۲) عیدالاضحیٰ

عیدین کے لیئے اذان اور اقامت کے بغیر دو رکعت ہیں۔ امام بلند آواز سے قرات کرے اس سے پہلے یا بعد میں نفل جائز نہیں۔ سورج نکلنے سے جس منٹ بعد پڑھی جائے اس کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر زوال آفتاب تک ہے۔

عیدالفطر کی نماز۔ رمضان المبارک کے روزے پورے کرنے کے بعد مسلمانوں کو چاہیے کہ خوشی منائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حسن توفیق سے یہ فریضہ ادا ہو گیا ہے۔ اسی خوشی کو شریعت کی اصطلاح میں "عیدالفطر" کہا جاتا ہے۔ اس کا استقبال نماز دعا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے کیا جائے شوال کی پہلی تاریخ کو نماز فجر کے بعد نہا دھو کر خوشبو وغیرہ استعمال کر کے اچھے کپڑے پہن کر نکلنا چاہیئے۔ نیز ناشتہ بھی کر لیا جائے اگر کھجور سے ہی کیوں نہ ہو۔ یہ تمام محسن انسانیت سے ثابت ہے۔ قرآن کریم پڑھے یا سنے جب سورج اچھی طرح طلوع ہو جائے تو نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ امام کو چاہیے کہ نماز شروع

کرنے سے پہلے اس کے ادا کرنے کا طریقہ بتائے کیونکہ اکثر لوگ اس سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس کے بعد امام نماز کے لیئے کھڑا ہو جائے۔ لوگوں کو چاہیے کہ صفیں وغیرہ خوب اچھی طرح ٹھیک کرلیں اس کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہے لوگ بھی تکبیر کہیں پھر تمام دعائے استفتاح آہستہ پڑھیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ پھر تکبیر تحریمہ کی طرح چھ تکبیریں اور کہی جائیں ہر تکبیر کے ساتھ کندھوں تک ہاتھ اٹھانے چاہیے اور تکبیروں کے درمیان آہستہ درج ذیل کلمات کہے جائیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

یہ تمام سات تکبیریں ہوں گی جو قرات سے پہلے کہی جائیں گی۔ اسکے بعد امام باآواز بلند سورۃ فاتحہ پڑھے۔ سنت کے مطابق سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ "الاعلیٰ" پڑھی جائے۔ باقی نمازوں کی طرح رکوع سجود کرنے جب دوسری رکعت کے لیئے کھڑا ہو تو قرات سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں تکبیروں کے درمیان سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ کہتا رہے۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ بلند آواز سے پڑھی جائے سنت کے مطابق سورۃ فاتحہ کے بعد پوری سورۃ "ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ" پڑھے سلام کے بعد امام اور لوگ درج ذیل تکبیرات کہیں۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر

اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد۔

اس کے بعد خطیب خطبہ کے لیئے کھڑا ہو امام کو چاہیے کہ خطبہ میں عید کی غرض و غائیت اور اس کی حکمت پر روشنی ڈالے اور یہ بتائے کہ مسلمانوں کو اس مبارک دن کی مناسبت سے کیا کچھ کرنا چاہیے۔ وعظ و نصیحت

درگذری۔ محبت و ہمدردی۔ ایثار صلہ رحمی نیکی و احسان۔ اتحاد و اتفاق اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی پیروی کرنے پر لوگوں کو ابھارنا چاہیے اسی طرح بتایا جائے کہ آپس میں حقد و حسد غصہ و کینہ اور اختلاف جیسے مہلک کاموں سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ یہ مسلم معاشرے کے لیئے نہایت نقصان دہ ہے۔ اسلامی عادات و اخلاق اپنانے کی دعوت دی جائے خطبہ کے بعد مصافحہ اور گلے مل کر ایک دوسرے کو یوں مبارک دی جائے۔

تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْکُمْ ؕ

عیدالاضحیٰ: عیدالاضحیٰ کی نماز بالکل عیدالفطر کی طرح ہے۔ صرف نیت کا فرق ہے۔ عیدالفطر میں گھر سے لے کر عیدگاہ تک کہنے کی ضرورت نہیں جب کہ عیدالاضحیٰ میں گھر سے نکلتے وقت ہی تکبیرات شروع کی جائیں اور عیدگاہ تک فضا گونجتی رہے۔

ضروری فائدہ: نماز عیدین اور انکا طریقہ جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر تقریباً تمام علماء کا اتفاق ہے صرف تکبیرات کی تعداد میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ جو ہم نے تکبیروں کے متعلق لکھا ہے۔ (یعنی سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں) یہ اکثر ائمہ کا مذہب ہے اور دلائل کے لحاظ سے یہی مذہب زیادہ مضبوط اور قوی ہے۔ البتہ علماء نے احناف نماز عیدین میں صرف سات تکبیروں کے قائل ہیں۔

تکبیر تحریمہ سمیت چار پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور تکبیرات کے وقت کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کے وہ بھی قائل ہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں مذہب حق پر ہیں اور دلائل پر مبنی ہیں البتہ پہلا مذہب زیادہ صحیح ہے۔

نمازِ جنازہ: دین اسلام بنی نوع انسان کی ہر وقت عزت کرتا ہے یہ صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی انسان کا ساتھ دیتا ہے مرنے کے بعد دین اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ اسے نہلایا جائے خوشبو لگانے کے بعد اسے کفن پہنایا جائے۔ نماز جنازہ پڑھی جائے۔ عزت واحترام سے دفن کر کے اس کے لیئے دعا کی جائے۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ یعنی اگر کچھ لوگ اسے ادا کریں تو دوسرے تمام اس سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام میت کے لیئے رحمت اور اسکا احترام ہی ہے۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ: میت قبلہ کی طرف رکھی جائے۔ اگر میت آدمی ہے تو امام اس کے کندھے کے پاس ہو۔ اگر عورت ہو تو اس کے درمیان کھڑا ہونا چاہیئے۔ نماز پڑھنے والے امام کے دائیں بائیں اور پیچھے کھڑا ہو جائیں امام چار تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے اسی طرح تکبیریں مقتدی بھی کہے۔ پہلی تکبیر کے بعد امام اور مقتدی دعائے استفتاح پڑھیں سبحانک اللھم الخ، سورہ فاتحہ کے ساتھ اور سورۃ کا بھی اضافہ کریں۔

دوسری تکبیر: درود ابراہیمی پڑھا جائے جو درج ذیل ہے۔
اللّٰھم صلِّ علٰی محمّدٍ وعلٰی اٰلِ محمّدٍ کما صلّیت علٰی ابراھیمَ وعلٰی اٰلِ ابراھیمَ وبارِک علٰی محمّدٍ وعلٰی اٰلِ محمّدٍ کما بارکت علٰی ابراھیمَ وعلٰی اٰلِ ابراھیمَ فی العٰلمین انّک حمیدٌ مجیدٌ

تیسری تکبیر: میت کے لیئے درج ذیل دعا پڑھی جائے۔
اللّٰھُمَّ اغفِر لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا

وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

اے اللہ: ہمارے زندوں مُردوں، حاضر، غائب۔ چھوٹوں۔ بڑوں مَردوں۔ عورتوں۔ الغرض تمام کو معاف فرما۔

اے اللہ جس کو تو زندہ رکھنا چاہے اسے دین اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو فوت کرنا چاہے اسے ایمان پر موت دے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ نَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ مِنْ خَطَايَاهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

اے اللہ اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جسطرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اے اللہ اس کے گناہ پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال۔

چوتھی تکبیر اس میں یہ مسنون دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ۔

ترجمہ: اے اللہ: ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ۔ اس کے بعد ہمیں آزمائش میں مت ڈال ہمیں اور اسے معاف کر دے۔

پھر امام دائیں بائیں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہتا ہوا نماز جنازہ ختم کر دے۔

ملاحظہ: جب بچہ فوت ہو جائے تو نماز جنازہ کے وقت اس کے والدین کے لیئے دعا کی جائے۔ تاکہ یہ بچہ والدین کے لیئے سفر آخرت کے لیئے "پیشرو" ثابت ہو اور زادِ راہ بنے۔

غائبانہ نماز جنازہ بھی جائز ہے پیغمبر علیہ السلام نے خود حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کے وقت اس کی نماز غائبانہ نہ ادا کی تھی۔ ہمارے لیئے پیغمبر علیہ السلام کی ذات بہترین نمونہ ہے بنابریں غائبانہ نماز جنازہ ایک مستحسن اور موزون امر ہے۔ غائبانہ نماز جنازہ ایک کے لیئے بھی جائز ہے جسطرح ایک جماعت کی طرف سے بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ مثلاً جنگ یا کسی حادثہ میں مسلمانوں کی ایک معتدبہ تعداد شہید ہو جاتی ہے۔ تو ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ان پر غائبانہ نماز جنازہ کا اہتمام کریں ان کی مغفرت اور رفع درجات کے لیئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

نماز جنازہ سے فارغ ہو کر اسے آخری آرامگاہ لے جانے کے لیئے اٹھایا جائے۔ احترام و وقار برقرار رکھا جائے۔ خشیت الٰہی سے اس کے لیئے دعا کرتے ہوئے ساتھ چلیئے ساتھ چلنے والوں کو چاہیئے کہ میت کی مغفرت رفع درجات اور قبر میں ثابت قدمی کے لیئے بار بار دعا کریں اور منکر نکیر کے سوالات کا جواب صحیح دینے کی توفیق مانگیں پیغمبر علیہ السلام جب میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو حاضرین کو فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیئے استغفار کرو اور اس کے لیئے ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اسکا حساب شروع ہو گیا ہے اور سوالات ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس وقت ہم تمام کو صحیح صحیح جواب دینے کی توفیق بخشے۔ ہر انسان نے آخر مرنا ہے اس لیئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہم پر رحم و کرم کا فیضان کرے اور موت کی سخت گھبراہٹ سے نجات فرمائے اور قبر کے عذاب اور اس کی وحشت سے خلاصی دے کیونکہ وہ اپنے بندے کے ساتھ رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

نمازِ استخارہ اور اس کا طریقہ

بندۂ مسلمان کی شان یہ ہے۔ کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق مانگتا ہے جب بھی اسے کسی پریشان کن معاملہ یا تکلیف دہ امر سے واسطہ پڑھتا ہے۔ تو فوراً نماز کی طرف لپکتا ہے۔ کیونکہ نماز ایک راحت اور سکونِ قلب ہے جس سے ہر قسم کے غم اور پریشانیاں مٹ جاتی ہیں۔ ان کے تمام دکھوں کا مداوا ہے اسی طرح جب اس نے کوئی اہم کام کرنا ہوتا ہے۔ تو بھی پہلے نماز قائم کر کے اپنے مالکِ حقیقی سے مشورہ لیتا ہے۔ اگر اس کی طرف سے مناسب راہنمائی اور کامیابی کے آثار نظر آتے ہیں تو نتائج و عواقب کی پروا کیے بغیر اسے کر گزرتا ہے اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ اگر اسباب مہیا نہ ہو سکیں یا کسی قسم کی رکاوٹ حائل ہو جائے تو اسے ترک کر دیتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اس کام میں میرے مالک کی مرضی نہیں ہے۔ اس لیئے اس کے ترک کرنے میں بہتری ہے۔ نمازِ استخارہ دراصل ایک خدائی نعمت ہے۔ انسان اس کے ذریعے اپنے آقا سے تعلق خاطر پیدا کرتا ہے اور مشورہ لیتا ہے۔ نفع کی طلب اور نقصان سے بچنے کی توفیق مانگتا ہے۔ یہ محسنِ انسانیت پیغمبر علیہ السلام کی سنت بھی ہے۔ آپ خود بھی کرتے تھے اور اپنے صحابہ کرام کو قرآنی سورتوں کی طرح اس کا بھی درس دیا کرتے تھے اور سکھاتے تھے۔ اس لیئے ہمیں بھی چاہیئے کہ کوئی اہم کام کرنے سے قبل استخارہ کر لیا کریں۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ پہلے دو رکعت نفل پڑھے جائیں نماز سے فارغ ہو کر دعاء استخارہ پڑھی جائے اور اثناء دعا اس کام کا نام بھی لے اور اپنے دل سے مشورہ کرے اگر دل اس کام کی طرف مائل ہو تو کر گزرے اور اگر دل کا میلان نہیں تو اس سے باز رہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر اسباب

پیدا کر دے گا۔ اب ہم استخارہ سے متعلق حدیث رسول بیان کرتے ہیں۔
اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ
یعنی جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل ادا کرکے درج ذیل دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ " اَوْ يَقُوْلُ " عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ " اَوْ يَقُوْلُ " عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ

گرہن کی نماز:

اسلام نے تمام معاملات میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے اور ہمیں یہ ہدایت کی ہے کہ جب بھی کوئی ہولناک معاملہ ہمارے سامنے آئے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس ناگہانی بلا کے ٹل جانے کے لیئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور اس پر توکل کریں اور معاملہ اس کے سپرد کر دیں جو چاہئے اور جیسے چاہے کرے کیونکہ وہ مالک ہے۔ چاند یا سورج کا بے نور ہونا ایک وحشت ناک حادثہ ہے۔ کہ ہر انسان اس سے خوف زدہ ہوتا ہے۔ اور اسے دیکھ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں بنا برین اللہ تعالیٰ نے ایسے سنگین اور ہنگامی وقت کے لیئے ایک خاص نماز کے اہتمام کا حکم دیا ہے اس نماز میں نہایت خشوع وخضوع سے مناجات کی جائے اور قرآن کریم کی بکثرت تلاوت کی جائے۔ تاکہ اس نماز

اور مناجات سے نفوس کو سکون اور قلوب کو اطمینان حاصل ہو نماز کے بعد خطیب ایسا خطبہ دے جس میں ایسے حوادث سے عبرت پکڑنے کا سبق ہو اور دنیا کی نعمتوں کا ہمیشہ نہ رہنا اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا نقشہ لوگوں کے سامنے رکھے اور بتایا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے جس نے اتنے بڑے عظیم الخلقت کو بے نور کر کے رکھ دیا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ — سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ — تمام لوگوں سے باز پرس ہوگی لیکن اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

سورج گرہن کا سبب:

سورج گرہن کی نماز ہجرت کے آخری سال میں ادا کی گئی اس کی ضرورت اس وقت پیش آئی جب کہ آپ کے لخت جگر حضرت ابراہیم خالق حقیقی سے جا ملے اتفاقاً اسی دن سورج گرہن ہو گیا۔ لوگوں نے مشہور کر دیا کہ آپ کے بیٹے کی وفات پر سورج بھی افسوس کرتا ہوا بے نور ہو رہا ہے۔ جب حضور علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا تو فوراً اس بے بنیاد اور من گھڑت بات کی بیخ کنی کرنے کے لئے خطبہ دیا جیسا کہ حدیث میں ہے۔

اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ۔ (متفق علیہ عن المغیرۃ)

نبی علیہ السلام کے عہد میں ایک دفعہ سورج گرہن ہوا اتفاق سے اس

سے اس دن آپ کا لخت جگر ابراہیم بھی فوت ہو گیا۔ لوگ کہنے لگے کہ
ابراہیم کی وفات کی بنا پر سورج گرہن ہوا ہے۔ آپ نے خطبہ وعظ ارشاد
فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اگر یہ بے نور ہوتے ہیں
تو کسی کی موت وحیات کو اس میں کوئی دخل نہیں البتہ ہمیں چاہیے کہ ایسے مواقع
پر دعا کریں اور نماز پڑھیں تاکہ دوبارہ روشن ہو جائے۔

گرہن کی نماز کی کیفیت ادا کے لحاظ سے دیگر نمازوں سے مختلف ہے
اس کی دو رکعت بنماز باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ فردًا فردًا بھی جائز ہے
جماعت کی صورت میں امام اونچی آواز سے قرأت کرے نماز سے فارغ ہو کر مختصر
سا خطبہ دے جس میں ایسے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی تنبیہ ہو۔

گرہن کا طریقہ: تکبیر تحریمہ کے ساتھ اس کا آغاز کیا جائے سورہ فاتحہ کے
بعد طویل قرأت کی جائے رکوع کرنے کے بعد پھر قرأت
شروع کر دے دوبارہ رکوع کرے۔ پھر اس کے بعد سجدے ادا کرے رکعت
پہلی ہو گئی اسی طرح دوسری رکعت پوری کرے یعنی ہر رکعت میں دو رکوع
اور دو سجدے ہوں اس کے علاوہ اور بہت سی مختلف کیفیات پر مبنی
احادیث وارد ہیں لیکن یہ طریقہ جو ہم نے بیان کیا ہے۔ بخاری مسلم میں
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے باقی بھی صحیح ہیں۔ لیکن
یہ صحیح ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

خسفت الشمس في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج رسول الله
صلى الله عليه وسلم الى المسجد فقام فكبر وصف الناس وراءه فقرأ
قراءة طويلة ثم كبر فركع ركوعا طويلا هو ادنى من القراءة الاولى
ثم رفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم قرأ

هي ادنى من القراءة الاولى ثم كبر فركع ركوعا هو ادنى من الركوع الاول ثم قال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم سجد ثم فعل في الركعة الاخرى مثل ذلك حتى استكمل اربع ركعات واربع سجدات وانجلت الشمس قبل ان ينصرف ثم قام فخطب الناس فاثنى على الله بما هو اهله ثم قال ان الشمس والقمر اٰيتان من من اٰيات الله عز وجل لا ينخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رايتموها فافزعوا الى الصلواة۔ (متفق علیہ عن عائشہؓ)

نبی علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایک مرتبہ سورج بے نور ہوا۔ تو آپ ... میں تشریف لائے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنائی۔ آپ نے لمبی قرأت فرمائی اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر لمبا رکوع کیا جو قرات سے قدرے کم تھا اس کے رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر دوبارہ قرأت شروع کر دی جو پہلی قرات سے کچھ کم تھی پھر اللہ اکبر کہہ کر ایک لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے چھوٹا تھا۔ سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد، کہا اس کے بعد سجدہ کیا اس طرح دوسری رکعت میں کیا۔ دو رکعت میں چار رکوع اور چار ہی سجدے کیئے ابھی نماز سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ سورج اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ بلا شبہ یہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں سے ہیں یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم انہیں بے نور دیکھو تو فوراً نماز کی طرف آجاؤ۔ (متفق علیہ عن عائشہؓ)

نماز خسوف کے متعلق علماء کا اختلاف چنانچہ چار مذہب نقل کیے جاتے ہیں

(۱) امام مالک، شافعی، احمد اور دیگر جمہور علماء کا خیال ہے کہ سورج اور چاند گرہن کے وقت جماعت مسنون ہے۔

(۲) امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ جماعت شرط ہے۔

(۳) عراقی حضرات میں سے امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ فرداً فرداً پڑھی جائے

(۴) عشرہ یعنی اہل سنت کا مذہب ہے ــــــ کہ دونوں طرح درست ہے یعنی باجماعت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ اور اکیلے اکیلے بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

صدقہ واستغفار پیغمبر علیہ السلام نے ایسا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ جس میں اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت لوٹنے پر برانگیختہ نہ کیا ہو مثلاً اس عظیم حادثے کو لیجیے۔ اس موقعہ پر بھی امت کو صدقہ خیرات اور توبہ استغفار پر ابھارا ہے اور اچھے کام کرنے کی ترغیب دلوائی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آپ کا فرمان ہے۔

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ لَا یَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذَالِکَ فَادْعُوا اللّٰہَ وَکَبِّرُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَصَلُّوْا۔

سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں۔ اور یہ کسی کی موت یا پیدا ہونے پر بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم انہیں بے نور دیکھو تو اللہ کو بکثرت یاد کرو۔ نماز پڑھو اور صدقہ خیرات کرو۔

انہیں مبارک الفاظ پر ہم اپنی کتاب کو ختم کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اور اس عمل کو خلوص اپنے لیے کرے۔ آمین

دوبارہ گذارش ہے کہ پڑھتے وقت کوئی غلطی محسوس کرے تو از راہ مہربانی مجھے اطلاع دی جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے میں نے تو خدمت دین اور بھلائی کا ارادہ کیا ہے

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن وما یخفی علی اللہ من شئ فی الارض ولا فی السماء

رب اجعلنی مقیم الصلواۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب

والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی الہ وصحبہ ومن دعا بدعوتہ الی یوم الدین

